REGD No P 67

رجسٹرڈ نمبر ایل ۶۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

لقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

ہفت روزہ

بدر

قادیان

جلد ۱۳

شمارہ ۳۸

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

نائب:- فیض احمد گجراتی

شرح چندہ
سالانہ -/۷ روپے
ششماہی -/۴ "
ممالک غیر -/۸ "

فی پرچہ:- ۱۵ نئے پیسے

۱۷ ستمبر ۱۹۶۴ء	۱۱ جمادی الاول ۱۳۸۴ھ	۱۷ تبوک ۱۳۴۳ھ ش

اخبار احمدیہ

قادیان ۱۵ ستمبر۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ ۱۲ ستمبر بوقت ۸½ بجے صبح کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ کل حضور کی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے بہتر رہی رات نیند آگئی تھی اس وقت طبیعت اچھی ہے۔

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولا کریم اپنے فضل سے حضور انور کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرماتے ہیں

قادیان ۱۵ ستمبر۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کے اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ البتہ خود محترم صاحبزادہ صاحب کی طبیعت تا حال بخار آنے کے باعث علیل ہے۔

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ محترم موصوف کو جلد صحت کاملہ عطا فرمائے۔ آمین۔

جناب شری کے کامراج صاحب صدر آل انڈیا کانگریس کمیٹی کی بٹالہ میں تشریف آوری

جماعت احمدیہ کے مرکزی وفد کی طرف سے سواگت میں شرکت

اور

تبلیغی لٹریچر کی پیشکش

جناب شری کے کامراج صاحب صدر آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے حالیہ دورہ پنجاب کے پروگرام میں مورخہ ۹ ستمبر کو صبح آٹھ بجے بٹالہ تشریف آوری متوقع تھی۔ ان کی استقبالیہ تقریب میں شامل ہونے کی غرض سے ضلع کانگرس کمیٹی کی طرف سے جماعت احمدیہ کے نمائندگان کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔ چنانچہ حضرت مولوی عبد الرحمن صاحب امیر جماعت احمدیہ کی قیادت میں ہمارا وفد جو مکرم شیخ عبد الحمید صاحب عاجز۔ مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے۔ مکرم چوہدری سعید احمد صاحب۔ مکرم چوہدری عبد القدیر صاحب۔ مکرم مولوی برکت علی صاحب انعام۔ مکرم عبد الماجد صاحب۔ مکرم عبد الحق صاحب پر مشتمل تھا۔ صبح ساڑھے سات بجے بذریعہ کار قادیان سے روانہ ہو کر پونے آٹھ بجے کے قریب بٹالہ و امرتسر کی میونسپل چونگی کے قریب پہنچا۔ جہاں شری کامراج صاحب کا سواگت کیا جانا تھا۔ مقامی پولیس کے افسران پہلے ہی ضروری انتظامات کرنے کے لئے موقعہ پر موجود تھے۔ بٹالہ شہر سے اس جگہ تک ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر جگہ جگہ جھنڈیاں خوش آمدید کے خوبصورت گیٹ بنائے گئے تھے۔

ہمارے وہاں پہنچنے پر دو تین منٹ کے بعد شری پربودھ چندر صاحب وزیر تعلیم پنجاب کی کار پہنچی۔ تھوڑی دیر کے بعد چوہدری سندر سنگھ صاحب ڈپٹی منسٹر لیبر بھی سواگت میں شامل ہونے کے لئے تشریف لائے۔ اور چند منٹوں میں یکے بعد دیگرے مقامی معززین ضلع کے ایم۔ ایل۔ اے صاحبان کانگرس کے عہدیداران اور سرکاری ذمہ وار افسران کی بھی کافی تعداد ملک کے محبوب رہنما اور کانگرس کے عظیم صدر کا خیر مقدم کرنے کے لئے جمع ہو گئی۔ جناب ایس۔ پی صاحب گورداسپور اور ڈی سی صاحب گورداسپور اور جناب ایس۔ ڈی۔ ایم صاحب بٹالہ بھی سواگت میں شامل ہونے کے لئے تشریف لائے تھے۔ چنانچہ سوا گھنٹہ کے دلچسپ انتظار کے بعد سوا نو بجے شری کامراج صاحب ایک نیلی کار میں جس پر ان کے ہمراہ پنجاب کے چیف منسٹر شری کامریڈ رام کشن صاحب اور صوبہ کے ہوم منسٹر شری دربارہ سنگھ صاحب بھی تھے۔ بٹالہ کی سرحد میں داخل ہوئے اور آپ کے ہمراہ متعدد کاروں اور جیپوں کا جلوس تھا جس میں ضلع اور صوبہ کے کانگرس لیڈر، عہدیداران اور پریس نمائندگان تھے۔

سواگت کرنے والوں کا ہجوم دیکھ کر شری کامراج صاحب کی کار رک گئی اور آپ کار سے نیچے اتر کر سواگت کرنے والے معززین جو انتظار میں کھڑے تھے نے پُرجوش نعروں کے ساتھ اپنے مہمان کا خیر مقدم کیا۔ اور والہانہ عقیدت اور محبت کے ساتھ ایک دوسرے سے آگے بڑھ بڑھ کر شری کامراج صاحب کے گلے میں ہار پہناتے رہے۔ شری کامراج صاحب خوش آمدید کہنے والے افراد کے ہجوم کے پاس سے آہستہ آہستہ چند قدم پیدل گذرے اور چونکہ آپ اس علاقہ کی زبان سے ناواقف تھے۔ اس لئے بجائے الفاظ کے آپ اپنے چہرے پر ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ سواگت کا جواب دیتے رہے۔

جب شری کامراج صاحب ہمارے قریب سے گذرے تو ہمارے وفد کے ساتھ چونکہ بنگلور کا ایک طالب علم عزیز کریم احمد ابن جناب بی۔ ایم بشیر احمد صاحب جو تامل زبان جانتا تھا۔ اس لئے اس نے بڑھ کر شری کامراج صاحب کے گلے میں ہار ڈالا اور شری کامراج کی مادری زبان تامل میں ان کا خیر مقدم کیا۔ اور جماعت احمدیہ اور مرکز قادیان کا تعارف ان سے کرایا۔ جس سے شری کامراج صاحب بہت خوش ہوئے۔ ہمارے وفد کے ممبران نے بھی شری کامراج صاحب اور شری کامریڈ رام کشن صاحب چیف منسٹر پنجاب کے گلے میں ہار ڈالے۔ چند لمحوں میں شری کامراج صاحب دوبارہ اپنی کار میں بیٹھ کر پروگرام کے مطابق سید صاحب کے پنڈال کی طرف روانہ ہو لئے اور آپ کے پیچھے بیسیوں کاروں کا جلوس تھا۔ اور سڑک کے دونوں جانب ہزاروں کی تعداد میں لوگ کھڑے آپ کے درشن کے لئے کانگرس زندہ باد اور کامراج صاحب زندہ باد کے پُرجوش نعروں سے آپ کا خیر مقدم کرتے رہے۔ دس منٹ کے اندر شری کامراج صاحب میونسپل پارک کے جلسہ گاہ کی سٹیج پر رونق افروز ہوئے۔ جہاں تالیوں اور نعروں سے آپ کا پرجوش سواگت کیا گیا۔

آپ کو خوش آمدید کا ایڈریس شری کھیراتی رام صاحب سیٹھ صدر ضلع کانگرس کی طرف سے پیش کیا گیا۔ نیز انہوں نے بٹالہ کارخانہ داران کی طرف سے آپ کی خدمت میں اکیس ہزار روپیہ کی تھیلی پیش کی۔ نیز اس موقعہ پر کامریڈ رام کشن صاحب چیف منسٹر پنجاب سردار دربارہ سنگھ صاحب ہوم منسٹر شری پربودھ چندر صاحب وزیر تعلیم۔ پنڈت موہن لال صاحب سابق ہوم منسٹر پنجاب اور شری دھرت رام صاحب صدر مقامی کانگرس بٹالہ نے بھی اپنی تقریروں میں شری کامراج صاحب کی بٹالہ میں تشریف آوری اور پنجاب کے دورہ پر ان کا خیر مقدم کیا اور کانگرس اور ملک کی خدمت کے لئے آپ کی بے غرض خدمات کو سراہا۔ ان کے علاوہ جناب ڈی سی شرما صاحب ممبر پارلیمنٹ ضلع گورداسپور جو دہلی سے آپ کے سواگت کے لئے تشریف لائے تھے نے بھی ایک ... تقریر میں آپ کا شکریہ ادا کیا

آخر میں شری کامراج صاحب نے اس موقعہ پر ایک مختصر سی تقریر اپنی تامل زبان میں فرمائی جس کا ساتھ ساتھ ترجمہ ہوتا رہا۔ (باقی صفحہ ... پر)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان ــــ مورخہ ۱۷ ستمبر ۱۹۶۴ء

گرانی اور سیلاب

اشیاءِ صرف کی نایابی اور روز افزوں گرانی نے ملک کی اکثر آبادی کی تمام تر توجہ کو اپنی طرف کھینچ رکھا ہے۔ روزمرہ کے استعمال کی کوئی چیز بھی لے تو اس کا نرخ گراں سے گراں تر ہوتا چلا جا رہا ہے حتیٰ کہ اناج جس کے بغیر حیاتِ انسانی کا بقا محال ہے بعض علاقوں میں اس کی نایابی پریشان کن صورتِ حال پیدا کر رہی ہے۔ پنجاب کو چھوڑ کر جہاں گرانی تو نقطۂ عروج پہ ہے مگر اناج کی نایابی نہیں جو ملک کی بعض دوسری ریاستوں میں پائی جاتی ہے۔ گذشتہ دنوں جماعتی دورہ کے سلسلہ میں جب مشرقی پنجاب سے چل کر انتہائی مشرقی سرحد تک ملک کے شمالی حصہ کے بہت سے مقامات میں گئے ؛

ان مقامات میں بسنے والے غذائی مسئلہ کے باعث خاصے پریشان نظر آتے۔ گو حکومت اپنی طرف سے بہت کچھ جدوجہد کر رہی تھی مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وقت سے جو نازک صورتِ حال پیش آئی غالباً اس کے لئے متعلقہ حکومتیں تیار نہ تھیں۔ پھر ایسی ہوشربا گرانی اور اناج کی کمیابی کے ساتھ موسم برسات میں ناگہانی سیلابوں نے صورتِ حال کو اور زیادہ سنگین بنا دیا ہے!!

موسم ساون بھادوں آئیں جو ہر سال ملک میں غذائی صورتِ حال کے سدھار کا پیغام لایا کرتی ہیں اور افقِ آسمان پر گنگھور گھٹائیں اپنے سیاہ پردوں میں امیدوں اور تمناؤں کے خزانہ چھپائے نظر آیا کرتی ہیں اس سال ملک کے زرخیز علاقوں پر انہی ہواؤں نے کچھ اور ہی منظر دکھایا۔ جگہ جگہ خاصے اچھے ہوڑ سے نالے جل تھل ہو گئے۔ یہاں کی آبادی پانی کی کثرت سے سخت تنگ آ گئی۔ چارہ نہ ملنے کے سبب انسانوں کے ساتھ حیوانوں پر بھی مصیبت ٹوٹ پڑی!!

ماہ جولائی کے اواخر میں ہم دورہ کے لئے پنجاب سے نکلے۔ پہلے یوپی کے علاقوں سے گزر ہوا اور ماہ اگست کے آغاز میں جب صوبہ بہار میں پہنچے تو ان دنوں شمالی بہار نہایت خوفناک طور پر سیلاب کی زد میں آ چکا تھا۔ غلہ کی کمیابی اور اشیاءِ خوردنی کی گرانی کے ساتھ سیلابوں نے عوام کو دوہری مصیبت اور پریشانی میں مبتلا کر دیا۔ اس کی شدت کا کسی قدر اندازہ روزنامہ "ساتھی" پٹنہ کے ایڈیٹوریل نوٹ سے لگایا جا سکتا ہے۔ اخبار مذکور ۳ اگست کی اشاعت میں لکھتا ہے "اور اب سیلاب کا منظر نامہ ہے۔

"شمالی بہار کے عوام کو گرانی اور کمیابی کے سیلاب کے ساتھ قدرتی سیلاب کا بھی سامنا کرنا پڑ رہا ہے جس طرح گرانی نے نیا ریکارڈ قائم کیا ہے اسی طرح شمالی بہار کی بعض ندیاں بھی سیلاب کا سابقہ ریکارڈ توڑنے کا تہیہ کئے ہوئے ہیں۔۔۔۔ ضروریاتِ زندگی کی گرانی اور غذائی اجناس کی قلت سے زندگی پہلی ہی دوبھر ہو رہی تھی اوپر سے رہی سہی کسر سیلاب پوری کر رہا ہے یوں تو شمالی بہار کے لئے سیلاب کوئی نئی چیز نہیں قدرت کا یہ عتاب کم و بیش ہر سال ہی نازل ہوتا ہے کسی حد تک لوگ اس کے عادی بھی ہو چکے ہیں لیکن اس سال کا سیلاب خاص طور سے اہمیت رکھتا ہے۔ گرانی اور قلت نے زندگی کی ساری چولیں ہلا کر رکھ دی ہیں پیشتر وہاں تو صرف چاول اور گیہوں کا رونا تھا مگر اب تو ہر چیز کا رونا ہے دیاسلائی چینی گڑ صابن تیل گھی کونسی چیز ہے جس کی قیمت نے چھلانگ نہیں لگا دی ہے ساتھ ہی ساتھ بہت سی چیزیں کمیاب بھی ہوتی جا رہی ہیں یعنی زیادہ قیمت پر بھی دستیاب نہیں ہو رہی ہیں۔ لوگ حیران و پریشان ہیں اور حکومت بے بس تماشائی!! تاجر ہیں کہ دونوں ہاتھوں سے لوٹے جا رہے ہیں۔ ایسی حالت میں مسلسل بارش اور سیلاب کو قیامت نہ کہیں تو اور کیا کہیں گے ہم اندازہ نہیں کر سکتے کہ اس وقت سیلاب میں گھرے ہوئے لوگوں کی کیا حالت ہو رہی ہوگی۔ حکام کے بیان کے مطابق امدادی کارروائیاں کی جا رہی ہیں۔ لیکن جہاں سیلاب نہیں ہے وہاں کی کارکردگی کا جو عالم ہے اس سے ہم اندازہ لگا سکتے ہیں کہ مصیبت زدگان کو کتنی اور کیسی امداد مل رہی ہوگی۔ سیلاب آنے سے پہلے ہی غلہ کے سرکاری گودام خالی ہو چکے تھے۔ حکومت نے یقین دلایا تھا کہ نیا اسٹاک آتے ہی سیلاب والے علاقوں میں غلہ بھیجا جائے گا۔ لیکن وہاں تک پہنچنے کی نوبت ہی نہ آئی کہ سیلاب آ گیا"

(روزنامہ ساتھی پٹنہ ۳ اگست ۱۹۶۴ء ص ۲)

سوا ڈیڑھ ماہ کے دورہ کے بعد جب ہم مشرقی پنجاب لوٹے تو خود پنجاب کی صورتِ حال بگڑی ہوئی دیکھی۔ ادھر بھی سیلابوں نے تباہی مچا رکھی تھی۔ اور پنجاب کے بہت سے زرخیز علاقے زیرِ آب آ چکے تھے۔ ان علاقوں میں سیلاب نے کیا آفت برپا کی اس کے متعلق اخبار پرتاپ جالندھر میں شائع شدہ حسب ذیل خبر سے اندازہ کریں:-

"چنڈی گڑھ ۷ ستمبر آج پنجاب کیبنٹ کی ایک میٹنگ میں صوبہ کی سیلابی صورتِ حال پر غور کیا گیا۔ بعد میں بتایا گیا کہ پنجاب کے ۲۱۲۷ دیہات سیلابوں سے متاثر ہوئے۔ ۵ لاکھ ایکڑ رقبہ زیر آب ہے۔ ۶۴ اشخاص اور ۲۰۱ مویشی ہلاک ہوئے ۲۰ ہزار مکان مسمار ہو گئے یا انہیں نقصان پہنچا" (پرتاپ جالندھر ۸ ستمبر ۱۹۶۴ء)

کس قدر دلدوز ہے ان مصیبت میں گھرے افراد کی حالت جو اشیاء خوردنی کی ہوشربا گرانی کے ساتھ سیلاب کی تباہ کاریوں کا شکار ہوئے!! اگرچہ ان پریشان کن حالات میں قدرت کا بھی ہاتھ ہے۔ لیکن اگر سوچا جائے تو زیادہ خوفناک صورتِ حال لانے میں خود ہماری اپنی کوتاہ اندیشی اور عاقبت نااندیشی کا بھی بڑا دخل ہے۔ کون نہیں جانتا کہ موسم برسات آنے والا ہے اور اہلِ وطن ہر سال ہی ایسے تکلیف دہ حالات سے دوچار ہوتے ہیں پھر کیوں نہیں سیلابوں کی روک تھام کے لئے کوئی مؤثر اقدام کیا جاتا!!

جہاں تک غلہ کی قلت کا سوال ہے جب بھی ملک میں غذائی کرائسس کی بات چلتی ہے تو بعض لوگ چھوٹتے ہی کہہ دیتے ہیں صاحب ملک کی بڑھتی ہوئی آبادی اس کا اصل سبب ہے!! یہ جواب برابر چودہ پندرہ سال سے سنتے آ رہے ہیں۔ حالانکہ اس عرصہ میں سائنس نے محیر العقول حد تک ترقی کی اور بعض ہوشمند ممالک نے اس سائنسی ترقی کا رخ ملک کی ایسی ضرورتوں کی طرف موڑا اور وہ آج نہ صرف غذائی اعتبار سے مطمئن ہیں بلکہ عند الضرورت دوسروں کی طرف بھی امداد کا ہاتھ بڑھا رہے ہیں۔

اگر وقتی طور پر لوہے اور فولاد کے بڑے بڑے کارخانوں میں کسی قدر کمی کر کے ملک کی غذائی حالت بہتر بنانے کی طرف توجہ دی جاتی تو آج پریشان کن حالات دیکھنے میں نہ آتے یہی حالت ملک میں سیلابوں کی روک تھام کی ہے۔ ہر سال بجٹ کے موقعہ پر ہر ریاست کے بجٹ میں بڑی بڑی رقمیں اس غرض کے لئے رکھی جاتی ہیں۔ مگر جب موسم آتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ کروڑہا کروڑ کے اٹھ چکے اخراجات کوئی خاطر خواہ نتیجہ منظرِ عام پر نہیں آتا۔ اس طریق پر ہر سال موسمِ برسات میں آنے والی تباہی کو دیکھ کر یہ خیال گزرتا ہے کہ یا تو سیلابوں کی روک تھام کے لئے منصوبہ بندی میں ضرور کوئی خامی ہے۔ اور وقت آنے پر سال بھر کی محنت پر پانی پھر جاتا ہے یا اس کو بروئے کار لانے میں تمام متعلقہ اداروں کا اجتماع ممکن نہیں ہوتا۔ بہرحال صورتِ حال کچھ بھی ہو اس پر بہت جلد قابو پانے کی کوشش کی جانی چاہیئے۔

ہمارا ملک کم و بیش پندرہ صوبوں / اسٹیٹوں میں منقسم ہے اور یہ تقسیم ملک کے نظم و نسق کو بہتر طور پر چلانے کی غرض سے عمل میں لائی گئی ہے لیکن بعض امور وسیع ملکی مفاد کے حامل ہونے کے سبب ان کی ذمہ داری کسی ایک سٹیٹ پر عائد نہیں ہوتی بلکہ ان سے عہدہ برآ ہونے کے لئے سبھی سٹیٹوں کے اشتراکِ عمل کی ضرورت ہوتی ہے۔ انہیں امور میں سے سیلابوں سے امن پانے کا مسئلہ بھی ہے۔ اس کے ساتھ ہی منصوبہ بندی کو عمل میں لانے والے افراد کے دلوں میں سیلاب سے تباہ ہونے والے بھائیوں کی بربادی کا احساس ہو اور اس جذبہ ہمدردی اور ذمہ داری کے احساس کے ساتھ کام کریں۔

بےشک سیلابوں کی مکمل روک تھام کے لئے ایک لمبا وقت لگاتار محنت اور بہت سی دماغی کاوش درکار ہے۔ لیکن اشیاءِ صرف کی نایابی یا گرانی ایسی دو باتیں ہیں جن پر حکمران طبقہ کو جلد توجہ دینی چاہیئے۔ کیونکہ جس ملک کے باشندے اپنے گھریلو حالات سے مطمئن ہوں وہ ملک کے لئے ہر قسم کی جانی و مالی قربانیاں کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہتے ہیں۔ اور جن نازک حالات سے ہمارا ملک اس وقت گزر رہا ہے۔ اس کا تقاضا ہے کہ کم سے کم اس پہلو سے تو عوام کو روزمرہ کی پریشانی سے بچایا جائے۔

کہا جاتا ہے کہ ملک میں جمہوریت یعنی لوک راج نافذ ہے۔ جس کا مطلب یہ بتایا جاتا ہے کہ ہمارے اپنے ہی منتخب نمائندے حکومت کی باگ ڈور ہاتھ میں رکھتے ہیں۔ لیکن یہ بات کس قدر افسوسناک ہوگی اگر یہی منتخب نمائندے عوام کی روزمرہ کی پریشانیوں کا حل تلاش کرنے کی زحمت گوارا نہ کریں ــ اور انتخاب کے وقت جو وعدے اپنے ووٹروں سے ان لوگوں نے کئے تھے۔ سب کے سب طاقِ نسیاں میں رکھ دیئے جائیں ــ!!

خطبہ جمعہ

ہمارا مقصد خدا تعالیٰ کی بادشاہت کو دنیا میں قائم کرنا ہے

جماعت کو آئندہ مزید مالی اور جانی قربانیوں کیلئے تیار ہو جانا چاہیئے

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

(فرمودہ ۷ ماہ تبوک ۱۳۲۴ھ مطابق ۷ ستمبر ۱۹۴۵ء بمقام ڈلہوزی)

مرتبہ مولوی عبد العزیز صاحب مولوی فاضل

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-
میں پچھلے دو خطبات سے جماعت کو اس
امر کی طرف توجہ دلا رہا ہوں کہ

اسلام اور احمدیت

کے لئے ایک نیا تغیر آئندہ چند سال میں مقدر ہے اور وہی لوگ اس دور میں اللہ تعالیٰ کے حضور سرخرو ہو کر حاضر ہو سکیں گے جو اس دور کے امتحانوں میں کامیاب ہوں گے۔ میں نے پہلے بھی توجہ دلائی تھی کہ کسی قوم کی

ایک ہی قربانی

اس کے ہمیشہ کام نہیں آسکتی۔ ہم میں سے ہر ایک آدمی جانتا ہے کہ دن میں ایک یا دو یا تین دفعہ کھانا ضروری ہوتا ہے۔ جیسا بھی کسی کے ہاں رواج ہو۔ اگر انسان ہر روز کھانا نہ کھائے تو اس کی وہ ترقی جو تحلیل ہوتی رہتی ہے ان کا بدل نہیں پیدا ہو سکتا۔ اسی طرح اگر ایک انسان جس سال تک اپنے کان۔ آنکھوں اور ہاتھ پیر سے کام لیتا ہے اور بعد میں کچھ عرصہ کے لئے اپنے ان اعضاء سے کام لینا چھوڑ دے۔ مثلاً کانوں میں روئی ٹھونس کر ان کو بند کر دے یا ایسے ہی دوسرے اعضاء سے کام نہ لے۔ تو یہ دلیل اس کے ہرگز کام نہ آئے گی۔ کہ میں پہلے بیس سال ان اعضاء سے کام لیتا رہا ہوں۔ اگر اب کام نہ لیا تو کیا نقصان ہوگا۔ اگر وہ ان اعضاء سے کام نہ لے گا تو یقیناً کچھ دنوں کے بعد اس کی طاقتیں معطل ہو جائیں گی۔ یہی حال روحانی طاقتوں کا ہوتا ہے کئی نادان سمجھ لیتے ہیں کہ ہم نے

پہلے بہت سی قربانیاں کر دی ہیں

وہ ہمارے لئے کافی ہیں۔ ہمیں آئندہ کے لئے قربانیاں کرنے کی ضرورت نہیں۔ حالانکہ وہ ہر روز کھانا کھاتے ہیں۔ اور انہیں یہ سمجھنے کہ کل پرسوں یا اترسوں کا کھانا ہمیشہ کھاتا رہا ہے سلئے کافی ہوگا۔ اور بغیر کسی کے کہنے کے

ہر روز کھانا کھا لیتے ہیں

سوائے بچوں کے والدین ان کو کہہ کر کھانا کھلاتے ہیں۔ کہ کھانا کھاؤ ورنہ تو معدہ خراب ہو جائے گا۔ اور پانچ دس دن کی تاکید کے بعد وہ بھی اس نصیحت کے محتاج نہیں رہتے تو ہر وہ انسان جو یہ سمجھتا ہے کہ پچھلی قربانیاں اس کے لئے کافی ہیں۔ وہ سخت غلطی پر ہے۔ جس طرح کل کا کھایا ہوا اس کے آج کام نہیں آسکتا۔ اسی طرح پچھلی قربانیاں ان کو آئندہ کے لئے مستغنی نہیں کر سکتیں بلکہ

روحانی زندگی

کو برقرار رکھنے کے لئے ہمیشہ نئی نئی قربانیوں کی ضرورت رہتی ہے۔ پھر قربانیاں بھی اوقات کے بدلنے کے ساتھ بدلتی چلی جاتی ہیں۔ ایک وقت مالی قربانی کی ضرورت ہوتی ہے تو دوسرے وقت جانی قربانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ کبھی نہیں ہوا۔ کہ ہمیشہ ایک ہی قسم کی قربانی کی کسی قوم کو ضرورت رہے۔ پہلی قربانیاں اس موت سے بچانے کے لئے تھیں۔ جو گذشتہ زمانہ میں پیش آسکتی تھی۔ اور آئندہ کی قربانیاں آئندہ کی ہلاکت سے بچنے کے لئے ہیں۔ جس نے دو سال پہلے کھانا کھایا تھا۔ اس نے اس کھانے سے اسی فاقہ کی موت سے نجات حاصل کی تھی۔ جو دو سال پہلے آسکتی تھی۔ اس کھانے سے وہ دو سال بعد آنے والی موت سے نہیں بچ سکتا۔ میں پہلے بھی کئی دفعہ بیان کر چکا ہوں۔ کہ مومن کبھی بھی اپنی پچھلی قربانیوں کی وجہ سے مطمئن نہیں ہوتے بلکہ اپنے ایمان کو زیادتی کے لئے

قربانیوں میں ترقی

کرتے چلے جاتے ہیں۔ اور یہ ایک حقیقت ہے کہ جب تک انسان ایمان کی حالت میں عزرائیل کے سپرد نہ کر دیا جائے۔ اس سے پہلے کسی شخص کا مطمئن ہو جانا حد درجے کی حماقت ہے۔ گورنمنٹ کے ٹیکسوں کے ادا کرنے میں کبھی ہمارے دل میں یہ خیال پیدا نہیں ہوا کہ ہم نے پچھلے سال ٹیکس ادا کر دیا تھا۔ اس سال ادا کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ ساری عمر ٹیکس ادا کرتے چلے جاتے ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ کے معاملہ میں ہم سمجھ لیتے ہیں۔ کہ کچھ عرصہ قربانی کر دی تو ہماری ذمہ داری ختم ہو گئی۔

ہم پانچ وقتوں میں اللہ اکبر کی آواز بلند کرتے ہیں۔ اور دنیا کے سامنے باآواز بلند اس بات کو پیش کرتے ہیں۔ کہ

اللہ ہی سب سے بڑا ہے

لیکن مجھے حیرت ہوتی ہے کہ ہمارے دل میں یہ خیال پیدا نہیں ہوتا۔ کہ اس کام تو ہم نے کیا نہیں۔ کیا واقعہ میں کوئی ایسی جگہ ہے یا کوئی مقام ایسا ہے۔ جہاں اللہ تعالیٰ کو اکبر سمجھا جاتا ہے۔ اس دنیا میں مجھے تو کوئی جگہ ایسی نظر نہیں آتی۔ اگر اللہ اکبر کے یہ معنے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ دنیا کے تمام بادشاہوں دنیا کے تمام ڈکٹیٹروں دنیا کے تمام پریذیڈنٹوں سے بڑا ہے۔ اور اس سے بڑا کسی کو نہ سمجھا جائے۔ تو آج دنیا میں یہ ہو نہیں رہا۔ لوگ سٹالن کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ کی کچھ بھی حیثیت نہیں سمجھتے۔ ٹرومین کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ کی کچھ بھی حیثیت نہیں سمجھتے۔ میکاڈو کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ کی کچھ بھی حیثیت نہیں سمجھتے اور اسٹیلے کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ کی کچھ بھی حیثیت نہیں سمجھتے۔ اللہ تعالیٰ کی آواز سٹالن کی آواز کے مقابلے میں کچھ بھی حیثیت نہیں رکھتی۔ ٹرومین کی آواز کے مقابلے میں کچھ بھی حیثیت نہیں رکھتی میکاڈو کی آواز کے مقابلے میں کچھ بھی حیثیت نہیں رکھتی۔ اور ہٹلے کی آواز کے مقابلے میں کچھ بھی حیثیت نہیں رکھتی۔ یہ بات تو درست ہے کہ ٹرومین ایک آواز بلند کرے تو سارا یونائیٹڈ سٹیٹس آف امریکہ اس کی آواز سنتے پیچھے چل پڑے گا۔ لیکن اس کے مقابل پر تم مجھے ایک گاؤں بھی بتا دو۔ جہاں

اللہ تعالیٰ کی آواز

کی لوگ پوری طرح پیروی کرتے ہوں۔ تم ٹرومین کو بھی چھوڑ دو۔ تم سٹالن کو بھی چھوڑ دو۔ تم اٹیلے اور میکاڈو کو بھی جانے دو۔ تم اللہ تعالیٰ کی آواز کی اتنی وقعت ہی دکھا دو۔ جتنی وائسرائے ہند لارڈ ویول کی آواز کی یا جتنی سر گلینسی کی آواز کی۔ یا جتنی ملک خضر حیات خاں کی آواز کی وقعت سمجھی جاتی ہے۔ تم ان بڑے آدمیوں کو بھی چھوڑ دو۔ تم مجھے خدا کی آواز کی اتنی وقعت ہی بتا دو۔ جتنی پوسٹروں کے ذریعے کی آواز کی جاتی ہے۔ پوسٹر سے اس کی آواز پر سب کچھ کر گذرنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ لیکن آج ہندے خدا کی آواز کی طرف توجہ بھی نہیں کرتے۔ کیا

ہمارے لئے شرم کی بات

نہیں ہے کہ جب دنیا اللہ تعالیٰ سے بیگانہ ہے۔ اور جب دنیا کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی آواز کی کوئی بھی وقعت نہیں ہے۔ اس وقت ہم اپنے آرام کی فکر کریں۔ اور اس اہم کام کی طرف توجہ نہ کریں جو ہمارے سامنے ہے۔ ہم پانچ وقت دنیا کے سامنے ایک پروگرام پیش کرتے ہیں کہ اللہ اکبر۔ اللہ اکبر اللہ ہی سب سے بڑا ہے۔ اللہ ہی سب سے بڑا ہے۔ لیکن دیکھنا یہ ہے۔ کہ ہم

اللہ تعالیٰ کی ذات

کو اپنے نفسوں کے مقابل میں۔ اپنی حاجات کے مقابل میں۔ اپنی اولادوں کے مقابل میں اپنے مالوں کے مقابل میں۔ کیا نسبت قائم کرتے ہیں۔ اگر ہم اللہ تعالیٰ کی ذات کو اپنے نفسوں پر ترجیح دیتے ہیں۔ اپنے مالوں پر ترجیح دیتے ہیں۔ اپنی اولادوں پر ترجیح دیتے ہیں تو ہم یقیناً خوش قسمت ہیں۔ لیکن اگر ہم اللہ تعالیٰ کی ذات کو اپنے نفسوں پر۔ اپنے مالوں پر۔ اپنی اولادوں پر ترجیح نہیں دیتے۔ تو

ہمارے جیسا بدقسمت

روئے زمین پر کوئی نہیں ہو سکتا۔ اور ہمیں اپنے انجام کی فکر کرنی چاہیئے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری کمزوریوں کو دیکھ کر ہے حصہ سے زیادہ رعایت دینے سے منع فرمایا ہے۔ گویا ہے حصہ ہمارے لئے رکھا تھا۔ ہے حصہ اپنے لئے۔ مگر کتنے ہیں۔ جو اس حصہ کو بھی دینے کے لئے تیار

ہیں۔ ہماری جماعت وہ ہے۔ جو یہ دعویٰ کرتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہر قربانی کرنے کے لئے تیار ہے۔ اور ایک حد تک وہ اس دعوے کے مطابق عمل بھی کرتی ہے۔ لیکن ہماری جماعت میں سے بھی تھوڑے ہیں۔ جو ۱/۳ حصہ کی قربانی کرتے ہیں۔ میرے نزدیک ایسے لوگ مشکل سے دس فیصدی ہوں گے۔ باقی لوگوں میں سے کچھ حصہ ایسا ہے جو ۱/۱۰ اور ۱/۳ کے درمیان چکر لگا رہا ہے اور کچھ حصہ ایسا ہے۔ جو ۱/۱۰ کی بھی پوری طرح پر قربانی نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی اپنا حصہ تھوڑا رکھا ہے۔ لیکن اس تھوڑے حصے کو بھی ادا کرنے میں بعض لوگ کوتاہی سے کام لیتے ہیں۔ پھر اوپر کا حکم تو وصیت کے متعلق ہے۔ اپنی زندگی میں تو انسان

اپنی جائداد کی ساری

بھی خدا تعالیٰ کی راہ میں دے سکتا ہے۔ جیسے حضرت ابوبکرؓ نے کیا۔ مگر لوگ بجائے اس کے کہ ۱/۳ حصہ کو ۱/۲ حصہ یا ۲/۳ حصہ کی طرف لے جائیں۔ ۱/۳ حصہ کی قربانی کے لئے بھی تیار نہیں ہوتے۔ اور اپنے اموال کو اپنے آرام و آسائش پر یا اپنی اولاد اور دوسری اولاد کی ضروریات پر خرچ کر دیتے ہیں۔ اور

خدا تعالیٰ کے دین کیلئے

ان کے مالوں میں کوئی گنجائش نہیں ہوتی جب ہماری جماعت میں سے بعض افراد کا یہ حال ہے جو دن رات اللہ تعالیٰ کے نشانات کا مشاہدہ کرتی ہے۔ وہ اپنے مالوں میں سے ۱/۳ حصہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کے لئے تیار نہیں تو باقی قومیں جو اللہ تعالیٰ سے بالکل بیگانہ ہیں ان کے متعلق تم خود ہی قیاس کر لو۔ کہ وہ کس قدر اللہ تعالیٰ کے لئے قربانی کرتی ہوں گی تو

اللہ اکبر کا خانہ خالی پڑا ہے

اور وہ کام جو ہم نے کرنا ہے بہت دور ہے۔ پہلے دنیا میں اللہ اکبر کا اعلان کیا جاتا ہے پھر اس کے بعد اشہد ان لا الٰہ الا اللّٰہ کا اعلان کیا جاتا ہے۔ پھر اشہد ان محمد رسول اللہ کا اعلان کیا جاتا ہے۔ پھر حی علی الصلوٰۃ کا اعلان کیا جاتا ہے۔ پھر حی علی الفلاح کا اعلان کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد پھر اقامت یعنی قامت الصلوٰۃ کا اعلان کیا جاتا ہے اقامت الصلوٰۃ ہونے کے بعد دنیا

ایک نیا پروگرام

بنانی ہے۔ اور توحید کے متعلق نئے سبق سے۔ صرف تکبیر بیان کرنے میں اور کامل توحید میں بہت بڑا فرق ہے۔ تکبیر سے صرف اللہ

تعالیٰ کی بڑائی ظاہر ہوتی ہے۔ لیکن توحید کامل انسان کے تمام اعمال پر اثر انداز ہو کر اسے ادنیٰ مقام سے اعلیٰ مقام تک لے جاتی ہے۔ اور اس کی قوتوں میں ایک نئی تبدیلی پیدا کر دیتی ہے۔

کامل توحید

کی آگے کئی شاخیں ہیں۔ لیکن جب تک دنیا اشہد ان لا الٰہ الا اللّٰہ پر قائم نہ ہو جائے۔ جب تک دنیا اشہد ان محمد رسول اللہ پر قائم نہ ہو جائے جب تک حی علی الصلوٰۃ پر عمل نہ کیا جائے جب تک حی علی الفلاح اپنی پوری شان نہ دکھائے۔ جب تک اسلام کے سارے احکام کا پورے طور پر قیام نہ ہو جائے اس وقت تک اقامت الصلوٰۃ نہیں ہو سکتی۔ جماعت کا فرض ہے کہ وہ اقامت الصلوٰۃ کے لئے پورے طور پر کوشش کرے۔ لیکن ہم تو ابھی تک

اللہ اکبر کا پروگرام

بھی پورا نہیں کر سکے۔ یہ اسی حد پر ٹھہر جائیں تو ہماری مثال اسی شیر گودنے والے جیسی ہوگی۔ کہ جب اسے دو چار سوئیاں چبھتیں تو وہ کہتا اس عضو کو چھوڑ دو آگے چلو آخر گودنے والے نے سوئی رکھ دی اور کہا کہ اب تو شیر کا کچھ بھی باقی نہیں رہا۔ ہماری جماعت کو بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ اسے ابھی

قربانیوں کے میدان میں صرف سوئیاں

چبھنے لگی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں میں تمہارے پاس کوئی جنتر منتر لے کر نہیں آیا۔ کہ تمہیں بغیر کسی تکلیف کے کامیابی حاصل ہو جائے۔ بلکہ تمہیں وہ ساری قربانیاں کرنی ہوں گی جو پہلی قوموں نے کیں۔ اور تمہارے لئے وہی راستہ مقدر ہے جس پر پہلے انبیاء کی جماعتیں تم سے پہلے چلیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا تم سے پہلے لوگوں کے سروں پر آرے رکھ کر ان کو چیر دیا گیا۔ لیکن وہ اپنے ایمان پر ثابت قدم رہے اور یہ

ادنیٰ بشاشت ایمان

ہے۔ جب ادنیٰ بشاشت ایمان یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی جان تک بھی قربان کرنے سے دریغ نہ کرے۔ تو اعلیٰ بشاشت ایمان کے متعلق اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ کہ وہ کیا کیا قربانیاں کرنے کے بعد حاصل ہوتی ہے۔ بہرحال ہمارے لئے ابھی ان ادنیٰ بشاشت ایمان والی قربانیوں کا کرنا ضروری ہے۔ لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ

کے نزدیک جماعت ابھی اس قابل نہیں ہوئی اس لئے ابھی

جانی قربانی کا مطالبہ

نہیں کیا گیا جیسے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ اصل میں تو ایک مومن دس کافروں پر بھاری ہے۔ لیکن چونکہ تم میں ابھی کمزوری اور ضعف ہے۔ اس لئے اب تم میں سے ایک مومن کو کم سے کم دو کافروں کے مقابلہ سے نہیں بھاگنا چاہیئے۔ تو ہر ایک کام کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک وقت مقدر ہوتا ہے۔ جب وہ وقت آ جاتا ہے۔ تو اس کام کے کرنے کا اللہ تعالیٰ حکم دے دیتا ہے۔ جماعت کے بعض لوگوں سے یہ بات سن کر کہ ہمارے لئے یہی رستہ مقدر ہے جس پر ہم چل رہے ہیں۔ میں حیران ہوتا ہوں کہ میں ان کی اس سمجھ پر روؤں یا ہنسوں کیونکہ حماقت کی بات پر بعض دفعہ انسان کو ہنسی بھی آ جاتی ہے۔ اور بعض دفعہ رونا بھی۔ میری بھی یہی کیفیت ہوتی ہے۔ جب میں جماعت کے بعض لوگوں کی یہ ذہنیت دیکھتا ہوں کہ وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم اسی رستہ پر چلتے چلتے ایک دن ساری دنیا پر غالب آ جائیں گے تو میں حیران ہوتا ہوں کہ یہ کیسی حماقت کی بات ہے۔ آج تک کوئی قوم اس رستہ پر چل کر کامیاب نہیں ہوئی جس پر ہم چل رہے ہیں

صرف ایک مثال افغانستان کی

ہمیں کامیاب نہیں کر سکتی۔ جب تک کہ ہر ملک اور ہر قوم میں افغانستان جیسی قربانیاں پیش نہ کی جائیں گی اس وقت تک ہم کامیابی کا منہ نہیں دیکھ سکتے۔ جس طرح بارش برستی ہے اور بے تحاشا ہر طرف پانی بہنا شروع ہو جاتا ہے۔ اور کوئی آدمی اس پانی کے بہنے پر تعجب نہیں کرتا۔ اور اسے کوئی انوکھی چیز نہیں سمجھتا۔ اسی طرح ہمیں اپنے مال اور اپنی جانیں بے تحاشا اللہ تعالیٰ کی راہ میں بہانی پڑیں گی۔ اور

ہر وہ شخص

جو اس رستے پر چلنا نہیں چاہتا۔ اور کامیابی کو اس راستہ سے حاصل نہیں کرنا چاہتا میں اسے بتا دیتا ہوں کہ وہ ہمارے ساتھ نہیں چل سکتا۔ وہ دشمن ہے احمدیت کا وہ دشمن ہے احمدیت کی ترقیات کا۔ ہمارے لئے پہلی قوموں کی مثالیں موجود ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہؓ کو اسی لئے کامیابی حاصل ہوئی کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں

بے دریغ جان و مال کی قربانی

کی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قوم کو اسی لئے کامیابی حاصل ہوئی۔ کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان و مال کی بے دریغ قربانی کی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کو اس لئے کامیابی حاصل ہوئی کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان و مال کی بے دریغ قربانی کی۔ کرشن اور زرتشت کی جماعتوں کو اس لئے کامیابی حاصل ہوئی کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان و مال کی بے دریغ قربانی کی۔ ہمیں کوئی مثال ایسی نظر نہیں آتی۔ کہ

بغیر جانی و مالی قربانی کے

کسی قوم کو کامیابی حاصل ہوئی ہو۔ ہماری جماعت کے سامنے ابھی جانی قربانی کا مطالبہ پیش نہیں کیا گیا۔ ہاں تحریک جدید میں وقف زندگی کا مطالبہ جماعت کے نوجوانوں کے سامنے پیش کیا گیا۔ اور یہ

پہلا قدم

ہے جو جانی قربانی کی طرف لے جانے کے لئے اٹھایا گیا ہے۔ جیسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ابتدا میں چندے کے متعلق فرمایا۔ کہ ہر احمدی کے لئے ضروری ہے کہ کچھ نہ کچھ چندہ ضرور دے۔ خواہ تین ماہ میں ایک دھیلہ ہی دے۔ آہستہ آہستہ یہ مطالبہ ترقی کرتے کرتے ۱/۱۰ حصہ تک پہنچ گیا۔ جو لوگ موصی نہیں ہیں اور اپنے اندر اخلاص رکھتے ہیں۔ ان کے تمام قسم کے چندے اگر ملا لئے جائیں۔ تو وہ ۱/۸ حصہ تک پہنچ جائیں گے۔ اور جنہوں نے وصیت کی ہوئی ہے اگر ان کے سارے چندے جمع کئے جائیں تو وہ ۱/۵ تک پہنچ جائیں گے۔ اور بعض کے ۱/۴ تک۔ اور بعض انگلیوں پر گنے جانے والے ایسے بھی ہیں جن کے تمام قسم کے چندے جمع کئے جائیں۔ تو وہ ۱/۳ یا ۱/۲ تک پہنچ جائیں گے۔

یہ مالی قربانی

تین ماہ میں ایک دھیلہ سے شروع ہو کر موجودہ حالت پر پہنچ گئی ہے۔ کیونکہ انسان کو ایک قربانی کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے دوسری قربانی کی توفیق ملتی ہے۔ اسی طرح میں سمجھتا ہوں کہ جماعت کی موجودہ قربانیاں آئندہ قربانیوں کا راستہ کھولنے والی ہوں گی اور جس کے دل میں آئندہ قربانیوں کے لئے انقباض پیدا نہ ہو۔ اسے سمجھ لینا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو قربانیوں کا موقعہ [illegible]

کریں ہے۔ اور آئندہ قربانیوں کے لئے بھی اُسے اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے گا۔ لیکن جس شخص کے دل میں

آئندہ قربانیوں کے لئے انقباض

پیدا ہوتا ہے۔ اور وہ اپنے آپ کو تھکا ہُوا پاتا ہے۔ اُسے سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ اس کی نیت کی خرابی کی وجہ سے یا اور کسی گناہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس کی قربانیوں کو قبول نہیں کیا۔ اور اس کی قربانیاں ضائع ہو گئی ہیں۔ کیونکہ یہ ہو نہیں سکتا کہ اچھا بیج بویا جائے۔ اور وہ اچھا پھل نہ لائے۔ اگر کسی شخص کی ان قربانیوں کے نتیجہ میں مزید چندے دینے اور خدا کی راہ میں مزید تکلیفیں برداشت کرنے کی توفیق نہیں ملتی۔ تو اسے سمجھ لینا چاہیئے کہ اس سے کوئی ایسا گناہ سرزد ہُوا ہے۔ جو اس کے قربانی کے بیج کو جس نے پھل دینا تھا بہا کر لے گیا ہے ایسے آدمی کو اللہ تعالیٰ کے حضور بہت زیادہ استغفار کرنا چاہیئے۔ اور بہت دعائیں کرنی چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ اُسے معاف فرمائے اور اسے مزید قربانیوں کی توفیق عطا کرے۔ جس طرح تین ماہ میں ایک وعید چندہ نے بڑھتے بڑھتے موجودہ مالی قربانیوں کی صورت اختیار کر لی ہے۔ اسی طرح

جانی قربانی کا بھی وقت آنے والا ہے

اور وہ وقت آنے والا ہے۔ جبکہ دشمنانِ اسلام تمہارے سینوں میں خنجر گاڑ دیں گے۔ کیونکہ یہ ہو نہیں ہو سکتا کہ تمہارے دشمن تمہارے متعلق یہ جان لیں کہ تم ان کو کھا جانے والے ہو۔ اور وہ تم کو قتل نہ کریں۔ ابھی تک تو دنیا تم کو ایک کھلونا سمجھتی ہے۔ اس سے زیادہ تمہیں کوئی وقعت نہیں دیتی۔ اگر کسی کے جسم پر مچھر بیٹھے تو وہ آہستہ سے اس کو اُڑا دینے کے لئے ہاتھ ہلا دیتا ہے۔ اور اس کی طرف توجہ بھی نہیں کرتا۔ لیکن جس شخص کے گھر چور گھس آتے ہیں۔ کیا وہ اس کا اسی طرح مقابلہ کرتا ہے جس طرح مچھر کو اپنے جسم سے ہٹاتا ہے۔ نہیں وہ اس کا پوری طرح مقابلہ کرتا ہے۔ اور ہر ممکن کوشش کرتا ہے کہ اس کو پکڑے اور چور باوجود اس بات کے جاننے کے کہ گھر والا حق پر ہے اور میں ناحق پر ہوں اور میں ظالم ہوں اور گھر والا مظلوم ہے۔ پھر بھی گھر والوں کا مقابلہ کرتا اور کوشش کرتا ہے کہ ان کو زخمی کر کے بھاگ جائے۔ اسی طرح کفر بھی یہ خیال نہیں کرتا کہ وہ باطل پر ہے۔ بلکہ اپنے آپ کو حق پر ہی سمجھتا ہے۔ اور

ایمان کا سختی سے مقابلہ

سے مقابلہ کرتا ہے۔ جس دن کفر کو یہ معلوم ہو گیا۔ کہ تم اسے دنیا سے مٹا دینے والے ہو۔ وہ یقیناً سختی سے تمہارا مقابلہ کرے گا۔ اور تمہاری گردنوں میں تمہارے سینوں میں تمہارے جگر میں خنجر گاڑ دے گا۔ اور کفر اپنا سارا زور لگا دے گا کہ اسلام کو قتل کر دے اور اسلامی عمارت منہدم کر دے۔ گو ابھی وہ دن دور ہیں۔ لیکن آہستہ آہستہ قریب آتے جاتے ہیں۔ اب بھی کئی ممالک ایسے ہیں۔ جن میں

احمدیت کا داخلہ بند

ہے۔ اور ہمارے مبلغین کو وہاں جانے سے روکا جاتا ہے۔

غرض مالی لحاظ سے تو جماعت کئی سال سے قربانیاں کرتی آ رہی ہے۔ گو اعلیٰ معیار تک ابھی تک نہیں پہنچی۔ مگر

جانی قربانی کے لحاظ سے

ابھی ابتدا نہیں ہوئی۔ البتہ وقفِ زندگی کے مطالبہ کے ذریعہ بنیاد کا ایک نشان لگا دیا گیا ہے۔ جیسے بنیاد کھودتے وقت کسی سے ٹک لگایا جاتا ہے۔ پھر بنیاد کھودی جاتی ہے۔ جب بنیاد کی کھدائی ہو جاتی ہے۔ تو اس پر دیواریں کھڑی کرتے ہیں۔ جب دیواریں بن جاتی ہیں۔ تو ان دیواروں پر چھتیں ڈالی جاتی ہیں۔ اس کے بعد پلستر کیا جاتا ہے۔ دروازے اور کواڑ لگائے جاتے ہیں تب کہیں جا کر مکان تیار ہوتا ہے جس طرح مکان آہستہ آہستہ کچھ عرصہ کے بعد جا کر تیار ہوتا ہے۔ اسی طرح جان دینے کی عادت بھی تیار ہونے میں کچھ دیر باقی ہے۔ کوئی عادت پہلا ایک دن میں تیار نہیں ہوتی۔ ایسے ہی یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ لوگ جمع ہو کر آئیں۔ اور وہ کہیں کہ آؤ ہم سے پانچ ہزار آدمی

اپنی گردنوں پر چھری پھیر لیں

تو ہم اسلام کو قبول کر لیں گے۔ بلکہ یہ قربانیاں آہستہ آہستہ شروع ہوں گی۔ پہلے ایک دو۔ پھر آٹھ دس۔ پھر پندرہ بیس۔ اسی طرح آہستہ آہستہ یہ تعداد بڑھتی چلی جاتی ہے۔ آخر وہ دن آ جاتا ہے۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ

اپنے بندوں کو غلبہ

عطا کرتا ہے۔ اور کفر ہتھیار ڈال دیتا ہے۔ اور یہ کام ایک لمبے عرصہ میں جا کر ہوتا ہے۔ آج دنیا میں

اللہ تعالیٰ کی حالت

بالکل ایسی ہی ہے۔ جیسے حضرت خلیفۂ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ایک استاد کا خواب سنایا کرتے تھے کہ حضرت خلیفۂ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سے پڑھتے تو نہیں تھے۔ لیکن آپ ان کے پاس بیٹھتے اور اُن سے روحانی باتیں کرتے رہتے تھے۔ اس لئے ان کو استاد ہی کہتے تھے۔ اُنہوں نے خواب میں دیکھا کہ میں شہر سے باہر گیا ہوں اور ایک کوڑھی شخص بھوپال سے باہر پُل پر پڑا ہے۔ اس کا جسم نہایت گندہ ہے جسم پر مکھیاں بھنک رہی ہیں۔ آنکھوں سے اندھا ہے۔ دوسرے سب اعضاء شل ہیں۔ میں نے اس وجود سے پوچھا تم کون ہو۔ اس نے کہا میں اللہ میاں ہوں۔ یہ سُن کر میرا جسم کانپ گیا۔ اور میں نے کہا تم اللہ میاں کیسے ہو۔ تمہارا تو اتنا بُرا حال ہے۔ تم خود کوڑھی ہو۔ ہاتھ پاؤں ہلا نہیں سکتے۔ آنکھوں سے نابینے ہو۔ ہمارا خدا تو وہ ہے۔ جو ان تمام عیوب سے پاک ہے۔ اس کی طاقتیں غیر محدود ہیں۔ تو اس وجود نے جواب دیا۔ کہ میں

بھوپال والوں کا اللہ ہوں

یعنی بھوپال والوں کے دلوں میں میرا تصور ایسا ہی ہے۔ اسی طرح آج اللہ تعالیٰ کی عظمت لوگوں کے دلوں میں باقی نہیں رہی۔ اور حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کا یہ فقرہ اس وقت بالکل صادق آتا ہے کہ اے خدا جس طرح تیری آسمان پر بادشاہت ہے۔ زمین پر بھی آ دے۔ اس سے یہ مراد نہیں کہ خدا تعالیٰ کی بادشاہت زمین پر نہیں یا خدا تعالیٰ کا قانون قدرت آسمان پر تو چلتا ہے۔ لیکن زمین پر نہیں چلتا۔ جس طرح خدا تعالیٰ کا قانون قدرت آسمان پر چلتا ہے۔ اسی طرح زمین پر بھی چلتا ہے۔ دنیا میں دہریہ موجود ہیں۔ لیکن وہ بھی خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ قوانین کے ماتحت چلتے ہیں۔ کوئی دہریہ نہیں کر سکتا کہ زبان کی بجائے ہاتھ سے چکھے یا ناک سے سونگھنے کی بجائے کسی اور عضو سے سونگھے۔ تو

خدا تعالیٰ کا قانون قدرت

تو ویسا ہی زمین پر ہے۔ جیسا آسمان پر ہے۔ اس فقرہ کا مطلب یہ ہے۔ کہ زمین پر لوگوں کے دلوں میں تیری ویسی ہی عظمت قائم ہو جائے جیسی آسمان پر ہے یہ مقصد ہر وقت جماعت کے سامنے رہنا چاہیئے۔ کہ ہم نے

خدا تعالیٰ کی بادشاہت

کو دنیا میں قائم کرنا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی عظمت کو تمام دنیا کے دلوں میں قائم کرنا ہے۔ اگر ساری دنیا نیک ہو جائے۔ اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا جُوا اپنی گردنوں پر رکھ لے۔ تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی بادشاہت قائم ہو گئی۔ اور ہم نے اپنا فرض ادا کر دیا۔ ورنہ دو چار لاکھ جماعت کی دو ارب سے کیا نسبت ہے۔ ایسی بھی تو نسبت نہیں جیسے آٹے میں نمک کی ہوتی ہے۔ اُن کے اموال ان کی شان و شوکت اور ان کے رسوخ کے مقابلے میں ہماری کوئی حیثیت ہی نہیں۔

پس ہمارے دوستوں کو

اپنے اندر تبدیلی پیدا کرنی چاہیئے

اور آئندہ مزید مالی اور جانی قربانیوں کے لئے تیار ہو جانا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ ہم پر اپنا رحم اور فضل نازل فرمائے۔ ہماری دماغی طاقتوں میں ترقی دے ہماری عقلوں کو تیز کرے۔ اور ہماری علمی حالت درست کرے۔ تاکہ ہم اس مقصد کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو سکیں۔ جو ہمارے سامنے ہے۔

آمین اللّٰھم آمین۔

یاد قمر الانبیاء

از حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل ربوہ

(گذشتہ دنوں ربوہ میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کی سیرت پر جلسہ منعقد ہوا۔ اس جلسہ میں حضرت مرحوم کی یاد میں حضرت اکمل صاحب کی حسب ذیل نظم پڑھ کر سنائی گئی۔ ایڈیٹر)

(۱)

نہیں ہیں ہم ہرگز بھی غافل ہم بشیر احمد سے دلبر سے
کہ ان کی قبر پر بارانِ رحمت تا ابد برسے
قمر تھے انبیاء کے ان سے روشن احمدیت ہے
مکیں دل میں ہیں لیکن دیکھنے کو ان کے جی ترسے

(۲)

یہ ظاہر ہو چکا ہے ان کی تقریر دسمبر سے
تک جاتا تھا مجمع ان بشاراتِ مکبّر سے
تو گونج اُٹھتا تھا جلسہ نعرۂ اللہ اکبر سے
فرشتے پھول برساتے اُتر کر اپنے چنبر سے

(۳)

منور چاند کا ٹکڑا تھا نور پیمبر سے
ہمارا کلبۂ تاریک روشن روئے انور سے
خدا کا فضل ہے نیل عمر قیمؔ امام اپنے
خلافت سے ہے تنظیم اس پاک رہبر سے

جلسہ سیرۃ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کے موقعہ پر

حضرت سیّدہ نواب مُبارکہ بیگم صاحبہ مدّظلہا العالی کا پیغام

قیمتی ہستیوں کی زندگی سے سبق سیکھیں اور ان کے اعمال کو اپنانے کی کوشش کریں

مورخہ ۲ ستمبر کو مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ کے زیرِ اہتمام مسجد مبارک میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کی سیرۃ پر جو جلسہ منعقد ہوا۔ اس میں حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدّ ظلہا العالی کا ایک قیمتی پیغام پڑھ کر سنایا گیا تھا۔ یہ پیغام جو جلسہ میں پڑھے جانے کے بعد حضرت سیدہ موصوفہ نے ازراہِ شفقت اشاعت کے لئے الفضل کو عطا فرمایا۔ ادارہ الفضل سے نقل کر کے شکریہ کے ساتھ افادۂ احباب کے لئے درج ذیل کیا جاتا ہے:۔

برادرانِ عزیز! السلام علیکم

آج اس پیاری اور مکرم ہستی کو اس دُنیائے فانی سے رُخصت ہوئے ایک سال سے اوپر ہو گیا مگر اب تک اِن کی یاد دل میں تازہ ہے۔ ہر وقت وہ صورت آنکھوں میں پھرتی ہے بعض اوقات تصوّر ایسی صورت اختیار کر لیتا ہے کہ گویا وہ کہیں نہیں گئے قریب ہی ہیں ابھی ملنا ہو جائے گا۔

اس یاد میں آپ سب دلی محبت اور قدر شناسی کے جذبہ کے ساتھ شریک ہیں مگر یہ شرکت جبھی مفید ہو سکتی ہے اگر آپ ایسی ہستیوں کی زندگی اور عمل سے سبق سیکھیں اور اس کو اپنا لیں۔ آپ میں سے اکثر ابھی بچے ہی کہلانے کے مستحق سمجھے جاتے ہونگے اور اپنے کو خود بھی لڑکپن کی حدود میں سمجھتے ہونگے مگر میں بتاؤں آپ کو کہ جن کی یاد میں یہ جلسہ منعقد کیا گیا ہے۔ وہ آپ سے کم عمر میں یعنی محض ۱۴ سال کی عمر میں بچپن کی حدوں کو پھلانگ کر سنجیدہ بن چکے تھے شادی ہو چکی تھی مگر ایسی شادی نہیں کہ محض ہنسی کھیل اور بچگانہ خوشی کا مظاہرہ ہو۔ اس عمر میں جس میں ضرور آپ لوگ کریں یا اپنی ذمہ داریوں اور تعلیم سے غفلت برتنا شروع کر دیں میری آنکھوں میں وہ نقشہ ہے گویا آج دیکھ رہی ہوں کہ نئی بیاہی دلہن پلنگ پر بیٹھی ہے اور آپ میز پر برابر کتابوں کا ڈھیر سامنے رکھے پڑھ رہے ہیں۔ مرجھکائے استغراق کی کیفیت ہے گویا محض اپنے کام سے تعلق ہے۔

کام سے فارغ ہو کر باہر پھرنے بھی جاتے اپنی مخصوص طرز سے ہم لوگوں سے ہنسی مذاق کی بات بھی کرتے۔ مگر اب بالکل ایک پورے مرد ذمہ دار کے انداز ان کے ہو گئے تھے اور شادی نے کسی فرض سے ان کو غافل نہ کیا تھا۔

طبیعت میں احساس ذمہ داری بہت زیادہ تھا۔ فرائض کی ادائیگی کا بہت خیال رہتا یہی وجہ تھی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد حضرت بڑے بھائی صاحب یعنی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے ساتھ ساتھ انہوں نے بھی ہر بوجھ کو اٹھانے کے لئے اپنے کمزور کاندھے آگے کر دیئے۔ انہوں نے یہ نہیں سوچا کہ یہ قابل بھائی بڑا بھائی جب بار کو اٹھانے کو آگے بڑھ آیا۔ خواہ وہ بار ذہنی ہوں روحانی ہوں یا جسمانی تو چلو ہم ذرا آرام ہی کر لیں۔ نہیں انہوں نے بھی اپنا فرض سمجھا۔ اور یہی محسوس کیا کہ یہ گاڑی ہم سب نے ہی چلانی ہے۔ دل میں ایک طلش تھی تڑپ تھی کہ اب حضرت مسیح موعود کے مشن کی تکمیل اور آپ کے منشا کو جو منشائے الٰہی ہے پورا کرنے میں جان لڑا دینا ہم سب کا کام ہے۔ چونکہ جائیداد وغیرہ پر بھی نظر ڈالنا دور اندیشی کے لحاظ سے اب ضروری ہو گیا تھا۔ حضرت بڑے بھائی صاحب نے اس طرف بھی توجہ دی تو یہ ساتھ مددگار و مشیر رہے۔ بعد میں چونکہ حضرت بڑے بھائی صاحب اتنا وقت نہ دے سکتے تھے پورا کام ہی آپ کے سپرد کر دیا گیا۔ حضرت اماں جانؓ کے ہر چھوٹے موٹے کام کی خبرگیری وغیرہ غرض دینی و دنیاوی ہر قسم کے بوجھ اٹھا لینا اپنا فرض جانا اور کبھی آرام کا خیال نہیں کیا۔ اطاعتِ خلافت میں وہ اپنی نظیر آپ ہی رہے۔ حضرت بڑے بھائی نہایت درجہ شفقت فرماتے رہے ہمیشہ۔ مگر یہ ہمیشہ سر جھکائے تابعدار خادم کی طرح ہی بنے رہے۔ باادب بالنصیب ہی ادب اطاعت عملی و زبانی ہر طرح سامنے بھی اور پس پشت بھی۔ غرض ان میں بہت ہی خوبیاں تھیں اور ایسی شخصیت تھی جس کی یاد میں بھی ایک زندگی ہے۔ اور آج تک خاص قرب محسوس ہوتا ہے۔

اِس ایک صفت احساسِ ذمہ داری کی جانب میں اس وقت آپ لوگوں کو خاص توجہ دلانا چاہتی ہوں کہ آپ میں سے بھی ہر ایک یہ جان لے اور ایسا ہی سمجھنے کا عزم کرلے کہ بیعت اور احمدیت کے حلقہ میں آجانے کے بعد اطاعت خلافت کا محض فرضی جؤا اُٹھا کر آپ ہرگز فارغ نہیں ہو سکتے۔ اس جُوئے کو اگر آپ نے اُٹھایا ہے تو اُٹھانے کی طرح اُٹھایئے اور سمجھئے کہ بس آج سے احکام خلافت سے وابستہ رہتے ہوئے تنظیم کامل کے ساتھ ہر ایک فرد سمجھے کہ یہ بوجھ گویا اپنے ہی اُٹھانا ہے۔ دوسروں کا منہ مت دیکھیئے۔ اردگرد مت تاکیئے۔ کام کرنے والوں میں جو آپ سے پیش پیش ہیں نقائص مت ڈھونڈیئے۔ خود اپنی گٹھڑی اُٹھا کر آگے بڑھیئے یا اتنا درد دین کے لئے آپ کے قلوب میں پیدا ہو جائے کہ یہ سارا غم دین اور دُکھ گویا آپ کا ہی حصہ ہے۔ اور سمجھیں کہ ؎

سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

اب آئندہ اس بہت بھاری ذمہ داری کو اُٹھا لینے والے آپ لوگ ہی ہیں۔ آئندہ آپ نے ہی اس کام کو نبھانا ہے جس کام کیلئے آپ کے بزرگ اپنی زندگی اسی کوشش میں صرف کر گئے ادائے فرض کر گئے یا بقیہ جو ہیں خدا تعالےٰ انکی زندگیوں میں برکت بخشے کر رہے ہیں۔ اب آپ ان کے دست و بازو صحیح معنوں میں صفائی قلب نیک نیتی کے ساتھ بغیر کسی فخر یا ظاہری وقار کے حصول کی آرزو کے بنیں اور یاد رہے اور پھر یاد رہے کہ یہ ٹریننگ کے دن ہیں یہ پیدل چودن بدن بوجھل ہوگا انشاء اللہ تعالےٰ آپ نے ہی اُٹھانا ہے۔

پس قدم بڑھائیں نئے حوصلوں کے ساتھ نئے مبارک و صاف دلوں کے ساتھ خدا تعالےٰ کی نصرت آپ سب کے اور آپ کے بعد آنے والی نسلوں در نسلوں کے ساتھ رہے۔ آمین فقط

مبارکہ

ناصرات الاحمدیہ قادیان کا پہلا سالانہ اجتماع

نوعمر بچیوں میں تلاوت قرآن کریم نظم خوانی اور دینی مضامین پر دلچسپ تقریری مقابلے

(مرتبہ عزیزہ حلیمہ بشریٰ بقاپوری سیکرٹری ناصرات الاحمدیہ قادیان)

نوعمر احمدی بچیوں کو دینی ماحول میں تربیت دلانے اور شروع ہی سے اسلامی تعلیمات سے واقف و آگاہ رکھنے کے لئے سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احمدی خواتین کی عالمگیر تنظیم لجنہ اماء اللہ کے تحت ایک شعبہ ناصرات الاحمدیہ کے نام سے جاری فرما رکھا ہے۔ لجنہ اماء اللہ کی طرح خدا کے فضل سے اس شعبہ کے تحت بھی نوعمر بچیوں کی اعلیٰ دینی تربیت کا انتظام ہے۔ مقامی طور پر قادیان میں یہ شعبہ بفضلہ تعالیٰ عرصہ سے جاری تھا۔ لیکن اب تک اس شعبہ کا کوئی سالانہ اجتماع نہیں ہوا تھا۔ حضرت سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان نے ازراہ شفقت و کرم اس طرف خاص توجہ فرمائی اور ذاتی طور پر دلچسپی لیتے ہوئے امسال چھوٹے پیمانے پر اس اجتماع کے انعقاد کا بھی پروگرام بنا لیا۔ اور پھر اپنی اولوالعزمی کے تحت خدا تعالیٰ کے فضل سے اسے کامیاب بھی بنایا۔

اس اجتماع کے لئے ناصرات الاحمدیہ قادیان کی ممبرات کو عمر کے لحاظ سے دو حصوں میں تقسیم کیا گیا۔ چنانچہ بڑے گروپ کی خاص نگرانی خاکسارہ کے سپرد کی گئی اور چھوٹے گروپ کی بچیوں کی تیاری اور نگرانی نعیمہ شمیم صاحبہ نائب سیکرٹری ناصرات الاحمدیہ نے کی۔

بچیوں کی دلچسپی کے لئے اور دونوں گروپوں کے باہمی امتیاز کے لئے ہر گروپ کا الگ الگ جھنڈا مقرر کیا گیا۔ چنانچہ بڑے گروپ کا جھنڈا ریشمی نیلے رنگ کا بنایا گیا جس پر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا حسب ذیل شعر لکھا گیا ہے

ہے تیرا ہیجہ ہو سلام اور رحمت
اس سے یہ نور لیا بارِ خدایا ہم نے

اور ستاروں سے اسے سجایا گیا۔ جبکہ چھوٹے گروپ کا جھنڈا عنابی رنگ کا تیار کیا گیا۔ جس پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا حسب ذیل شعر لکھا گیا تھا

محمود بہار گلشن نوشتہ ہے
کہ وہ گزرنے مسیح [illegible] ہے

پہلے سالانہ اجتماع میں ہر دو گروپوں کے لئے مندرجہ ذیل علمی مقابلے قرار پائے۔

گروپ نمبر ۱ (گیارہ سے پندرہ سال تک کی عمر کی لڑکیوں کا)

(۱) پہلے پندرہ سیپاروں سے تلاوت قرآن کریم کا مقابلہ

(۲) حسب ذیل عنوانات میں سے کسی ایک پر پانچ منٹ تقریر:۔

(i) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا اُسوہ حسنہ
(ii) احمدی بچی کے فرائض (iii) برکات خلافت۔

گروپ نمبر ۲ (سات سال تک کی عمر کی لڑکیوں کا)

(۱) پہلے پانچ پاروں میں تلاوت قرآن کریم کا مقابلہ

(ب) درثمین کی چار مقررہ نظموں میں سے نظم خوانی کا مقابلہ

(ج) اس گروپ کو پھر دو حصوں میں تقسیم کیا گیا

(۱) (معیار اول) اس میں نسبتاً بڑی عمر کی بچیاں شامل کی گئیں۔ جن کو حسب ذیل عنوانات میں سے کسی ایک عنوان پر تین منٹ کے لئے زبانی تقریر:۔

(۱) خدمت والدین (۲) خدمت خلق کا ایک دلچسپ واقعہ (۳) نماز کی اہمیت اور اس کے فوائد (ii) دوسرے گروپ میں سے نسبتاً کم عمر کی بچیوں کے لئے حسب ذیل عنوانات میں سے کسی ایک پر دو منٹ کے لئے زبانی تقریر:۔

(۱) اتفاق میں برکت ہے (۲) سچائی (۳) نماز باجماعت۔

تیاری اس پروگرام کے مطابق مقابلہ جات میں شریک ہونے والی بچیوں کو اجتماع سے قبل ناصرات کے ہفتہ وار اجلاسات میں اچھی طرح سے مشق بھی کرائی جاتی رہی۔ جبکہ دوسری بچیاں بھی ان اجلاسوں میں دلچسپی سے شریک ہو کر فائدہ اٹھاتی رہیں۔

اجتماع ناصرات کے پہلے سالانہ اجتماع کے لئے ۹ و ۱۰ر ستمبر کی تاریخیں مقرر کر دی گئیں تھیں۔ چنانچہ مقررہ تاریخوں پر نصرت گرلز سکول میں اجتماع کا انعقاد عمل میں آیا۔ خاکسارہ سیکرٹری کی درخواست پر حضرت سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ نے ازراہ کرم اس اجتماع کے موقعہ پر صدارت کے فرائض سرانجام دینے منظور فرما لئے۔ چنانچہ دونوں روز اجتماع کا مقررہ پروگرام بروقت ۲ بجے شام شروع کیا جاتا رہا۔ اجتماع سے قبل مقامی طور پر مساجد میں بھی اور بورڈ پر اعلانات کے ذریعہ ممبرات لجنہ اماء اللہ کو بھی تشریف لا کر اجتماع کی رونق بڑھانے اور بچیوں کی حوصلہ افزائی کرنے کی دعوت دی گئی تھی۔ چنانچہ ایک خاص تعداد میں احمدی خواتین تشریف لاتی رہیں۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء

پہلے روز کی کاروائی مقررہ پروگرام کے مطابق پہلے روز کے اجتماع کی کاروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم اور نظم خوانی سے ہوا۔ سیدہ محترمہ صدر صاحبہ نے خاکسارہ کو سالانہ رپورٹ پیش کرنے کا ارشاد فرمایا۔

سالانہ رپورٹ اس ارشاد کی تعمیل میں جو رپورٹ پیش کی گئی اس کا خلاصہ یہ ہے:۔

"ماہ جون ۱۹۶۳ء میں محترمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ نے خاکسارہ کو بطور سیکرٹری ناصرات الاحمدیہ نامزد فرمایا اور محترمہ معراج سلطانہ صاحبہ کو بطور نگران مقرر فرمایا۔ اور خود محترمہ صدر صاحبہ بھی ازراہ نوازش ذاتی دلچسپی لیتے ہوئے ہر موقعہ پر رہنمائی فرماتی رہیں جس سے جماعت کی چھوٹی بچیوں کی دینی تربیت اور ناصرات الاحمدیہ کے لائحہ عمل پر عمل درآمد کرنا آسان ہو گیا۔

جولائی ۱۹۶۳ء سے اگست ۱۹۶۴ء تک کل ۴۷ ہفتہ وار اجلاس منعقد ہوئے۔ ہر اجلاس میں بچیاں بڑے شوق سے شریک ہوتی رہیں اور پروگرام میں دلچسپی لیتی رہیں۔

ممبرات ناصرات الاحمدیہ کی دینی تعلیم و تربیت کے لئے دو گروپوں میں تقسیم کیا گیا۔ چنانچہ کل ۶۰ ممبرات میں سے ۱۸ لڑکیاں بڑے گروپ میں اور ۴۲ چھوٹے گروپ میں شامل رہیں ہر گروپ کی علمی قابلیت کے مطابق ہفتہ واری اجلاس میں دینی سبق دیئے جاتے رہے۔ چنانچہ چھوٹے گروپ کو چہل حدیث کی ابتدائی ۲۰ احادیث معنوں کے ساتھ ازبر کرائی گئیں اور بڑے گروپ کو ۳۰ حدیثیں باترجمہ و مطلب یاد کرائی گئیں۔ اسی طرح ہر اجلاس میں کتاب "راہ ایمان" کا کچھ حصہ پڑھ کر سمجھایا جاتا رہا۔ چنانچہ اس طرح نصف کتاب ختم کی گئی۔

لڑکیوں کو تلاوت قرآن کریم اور دینی نظموں کے علاوہ چھوٹے چھوٹے دینی مضامین پر تقریر کرنے کی مشق بھی کرائی جاتی رہی۔ چنانچہ اس عرصہ میں ۲۷ عنوانات پر مختلف اوقات میں بچیوں نے تقریریں کیں

ممبرات کا ماہوار چندہ چھوٹے پیسے مقرر ہے تا چھوٹی عمری میں دین کے لئے مالی قربانی کرنے کا جذبہ پیدا ہو۔ چنانچہ جون ۱۹۶۳ء سے اگست ۱۹۶۴ء تک کل ۴۲ روپے ۸۳ نئے پیسے چندہ جمع ہوا جس کا نصف حصہ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے فنڈ میں جمع کرا دیا گیا۔ اور بقیہ ناصرات کی ضروریات پر صرف کیا گیا

مقامی ناصرات کے کام کو نسبتاً زیادہ بہتر بنانے کے لئے ماہ جولائی ۱۹۶۴ء میں خاکسارہ کے ساتھ بطور نائب سیکرٹری ناصرات الاحمدیہ نعیمہ شمیم صاحبہ بطور نائب سیکرٹری مقرر کی گئیں۔ اور خصوصی رنگ میں موصوفہ کے سپرد چھوٹے گروپ کا کام کیا گیا۔

رپورٹ کے آخر میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا کی خاص تحریک کی گئی۔ کہ ناصرات کا شعبہ حضور ہی کے مبارک ہاتھوں کا لگایا ہوا پودا ہے۔ خدا تعالیٰ ہمارے آقا کو اپنے فضل سے جلد صحت یاب فرمائے۔ تا حضور کے وجود سے ہم اور زیادہ برکات حاصل کریں۔

علمی مقابلہ جات پہلے دن گروپ نمبر ۲ یعنی چھوٹی عمر کی بچیوں کے علمی مقابلے تھے۔ چنانچہ پہلے نمبر پر تلاوت قرآن کریم کا مقابلہ ہوا جس میں آٹھ بچیوں نے حصہ لیا اور ججز کے فیصلہ کے مطابق عزیزہ امۃ العلیم عصمت اول۔ عزیزہ بشریٰ شہزادی دوم۔ عزیزہ امۃ الکریم کوکب سوم رہیں۔

(۲) دوسرے نمبر پر نظم خوانی کا مقابلہ ہوا اس میں بھی آٹھ بچیوں نے حصہ لیا ججز کے متفقہ فیصلہ کے مطابق صاحبزادی امۃ العلیم عصمت اوّل۔ صاحبزادی امۃ الکریم کوکب دوم اور عزیزہ فرحانہ شاہین سوم رہیں۔

(۳) تیسرے نمبر پر تقریری مقابلہ ہوا۔ پہلے معیار اول میں شامل ۱۷ بچیوں نے مقابلہ میں حصہ لیا اور متفقہ فیصلہ کی رو سے اول صاحبزادی امۃ العلیم عصمت۔ دوم عزیزہ مبارکہ سوم نجمہ پروین قرار دی گئیں۔

(ii) معیار دوم میں شامل پانچ بچیوں نے تقریری مقابلہ میں حصہ لیا اور ججز کے فیصلہ کے مطابق صاحبزادی امۃ الکریم کوکب اول طاہرہ بدر بقاپوری دوم، امۃ الرحیم شوکت سوم قرار دی گئیں۔

اجتماع کا دوسرا دن اجتماع کے دوسرے روز کی کارروائی بھی زیر صدارت حضرت سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ ابتدائی تلاوت قرآن کریم اور نظم خوانی سے شروع ہوئی۔

پہلے نمبر پر گروپ نمبر ۱ میں شامل ۸ بچیوں نے تلاوت قرآن کریم کے مقابلہ میں حصہ لیا اور ججز کے فیصلہ کی رو سے محمودہ بیگم اول۔ امۃ العلیم کلاں دوم۔ حلیمہ بشریٰ بقاپوری سوم قرار دی گئیں۔ (باقی صفحہ ۸ پر)

بھوشیہ مہاپران میں
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کوہ ہمالیہ کی طرف آنے کا ذکر

از مکرم مولوی محمد اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا سفر مشرقی ممالک کی طرف" لگ بھگ ایک صدی سے بحث و تمحیص کا موضوع بنا ہوا ہے۔ اس سے پہلے یہ موضوع اور معین رنگ میں سامنے نہ تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس موضوع پر قلم اٹھایا۔ آپ نے اس موضوع پر ایک مستقل کتاب لکھی جس کا نام ہے "مسیح ہندوستان میں"۔ اس کے علاوہ اپنی مختلف تحریروں میں جابجا اس مسئلہ پر روشنی ڈالی۔ آپ کی تحقیق کا خلاصہ یہ ہے کہ واقعہ صلیب کے بعد جناب مسیح فلسطین سے ہجرت کر کے کشمیر آ گئے۔ کچھ کم و بیش نوے سال تک یہاں فریضہ تبلیغ ادا کرتے رہے۔ یہیں آپ نے وفات پائی۔ اور آپ کا روضہ مبارک آج بھی محلہ خانیار سری نگر (کشمیر) میں موجود ہے۔ آپ نے یہ بھی لکھا کہ مستقبل میں ہمارے اس دعویٰ پر اور بہت سی شہادتیں دستیاب ہونگی۔

روسی سیاح کی شہادت

اس کے بعد ہم دیکھتے ہیں کہ ایک روسی سیاح تبت کے بعض علاقوں کی سیر کو نکلا۔ وہ بودھ دھرم کے مذہبی پیشواؤں (لاماؤں) سے ملا۔ ان کی باتوں باتوں میں معلوم ہوا کہ جناب یسوع مسیح تبت بھی آئے تھے۔ اور ان کا ذکر بودھوں کی بعض کتابوں میں موجود ہے۔ اس سیاح کو ان روایات سے بڑی حیرت و مسرت ہوئی۔ اس لئے ان کتابوں کے وہ مقامات خود دیکھے۔ جہاں حضرت مسیح کا ذکر پایا جاتا تھا۔ اس نے بعض لاماؤں کی مدد سے ان کے اقتباسات لے کر ایک کتاب مرتب کی جس کا نام ہے "مسیح کی نامعلوم زندگی کے حالات" یہ کتاب اس نے پادریوں کی شدید مخالفت کے باوجود پیرس سے شائع کی۔

پنڈت جواہر لال نہرو کی شہادت

اس کے بعد ہم ہندوستان کے ایک مشہور مؤرخ اور سیاسی رہنما کو اس کا تذکرہ کرتے ہوئے پاتے ہیں۔ یعنی آنجہانی پنڈت جواہر لال نہرو۔ وہ ۲۲ر اپریل ۱۹۳۲ء کو نینی جیل الہ آباد سے اپنی بیٹی اندرا گاندھی (موجودہ وزیر اطلاعات و نشریات بھارت) کو ایک خط میں منجملہ اور باتوں کے یہ بھی لکھتے ہیں کہ:

"تمام وسط ایشیا میں یعنی کشمیر، لداخ، تبت بلکہ اس سے بھی آگے لوگوں کو یہ کامل یقین تھا کہ حضرت عیسیٰ یہاں آئے تھے۔ بعض کا یہ خیال ہے کہ وہ ہندوستان تک بھی آئے تھے۔"

(جگ بیتی مجموعہ خطوط جواہر لال نہرو بنام اندرا گاندھی)

روزنامہ اجمل کی شہادت

اور ابھی ۱۹۶۲ء کی بات ہے کہ بعض اخبارات میں یہ بات زیر بحث آئی۔ اور کہا گیا کہ اس علاقہ کے بعض آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) لداخ کے علاقہ میں آئے تھے (دیکھیے روزنامہ "اجمل" بمبئی مورخہ ۹ر فروری ۱۹۶۱ء)

بھوشیہ مہاپران کی شہادت

اس اثنا میں ایک اور حیرت انگیز حقیقت کا انکشاف ہوا۔ اور اس کا ذکر جماعت کے بعض لٹریچر میں بھی آیا۔ وہ یہ کہ ہندو دھرم کے علمی، ثقافتی اور تاریخی ذخیرہ معلومات یعنی "پرانوں" میں سے "بھوشیہ مہاپران" میں بھی جناب عیسیٰ مسیح کے کشمیر کی طرف آنے کا ذکر پایا جاتا ہے۔ اس "پران" میں جناب یسوع مسیح سے ایک ہندو راجے کی ملاقات کا ذکر کیا گیا ہے۔ میں نے نظارت دعوت و تبلیغ قادیان کی ہدایت کے ماتحت اس حوالہ کی تلاش شروع کی۔ بحمد اللہ کہ بہت سی لائبریریوں اور علمی اداروں میں تلاش و جستجو کے بعد یہ حوالہ مل گیا ہے۔ یہ "بھوشیہ مہاپران" تیسرے کھانڈ، دوسرے ادھیائے کی عبارت ہے۔ یہ عبارت شلوک ۲۱ سے شروع ہوتی ہے۔ اور اسی ادھیائے کے شلوک نمبر ۳۲ پر ختم ہوتی ہے۔ ترجمہ حسب ذیل ہے:-

ترجمہ:-

"ایک دن ساکا کے راجہ "شک" دیش کے بیچ ہمالہ پہاڑ پر گئے وہاں انہیں پہاڑ پر بیٹھا ہوا ایک آدمی ملا جو خوبصورت تھا۔ گورا تھا۔ اور سفید کپڑے پہنے تھا۔

راجہ نے اس سے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ تو اس نے بڑی خوشی سے جواب دیا کہ آپ مجھے کنواری عورت کے بطن سے پیدا شدہ "خدا کا بیٹا" سمجھیں۔

میں ملیچھ دھرم کا مبلغ ہوں۔ مذاہب صداقت پر میرا اعتقاد ہے۔

یہ سنکر راجہ نے پھر پوچھا کہ آپ کس دھرم کو مانتے ہیں؟

اس گورے آدمی نے جواب دیا کہ اے مہاراج! جب حد و شریعت ٹوٹنے والے "ملیچھ دیش" میں صداقت نابود ہو گئی تو میں مسیح بن کر آیا۔

جب شرارت پسندوں کے خوفناک حالات پیدا ہوئے تو میں "ملیچھ دیش" میں ان حالات کے مطابق "مسیح" بن کر مبعوث ہوا۔

اے راجہ! میں نے اچھی بری خواہشات سے اپنے من کو پاک کر کے ملیچھ دیش میں جو دھرم قائم کیا وہ یہ ہے۔

"شاستروں" کی تعلیم کے مطابق انسان کو انصاف اور سچ باتوں کے ذریعہ اس طاہر مطہر خدا کی یاد کرنی چاہیئے۔ "سورج منڈل" میں رہنے والے خدا کی ہمیشہ توجہ و یکسوئی سے عبادت کرنی چاہیئے۔

وہ خدا ہمیشہ سورج کی طرح ثابت اور ظاہر و باہر ہے۔ سبھی حقائق اور صداقتوں کو ہر طرف سے جذب کرنے کے باعث اے راجہ! "میں مسیحا" ہو گیا۔

خدا کی پاک و صاف اور نفع بخش تصویر میرے دل میں ہونے کے باعث مجھکو عیسیٰ مسیح کا نام دیا گیا۔

یہ سنکر راجہ اس ملیچھ کو تسلیمات بجا لایا۔ اور اس کو "ملیچھ دیش" میں برقرار کر دیا۔

(بھوشیہ مہاپران کھانڈ ۳، ادھیائے ۲، شلوک نمبر ۲۱ تا ۳۲)

ان شلوکوں میں واضح طور پر مسیحا اور عیسیٰ مسیح کے الفاظ آتے ہیں۔ یہ دیکھ کر یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ یہ کسی سنسکرت لفظ کا ترجمہ ہے۔ یہ ترجمہ نہیں۔ بلکہ ان شلوکوں میں بعینہٖ یہی الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ اور ان شلوکوں کے اصل الفاظ ہیں۔

ان شلوکوں میں "ساکا نوم"۔ "ہن دیش" اور "ملیچھ دیش" کے الفاظ آتے ہیں۔ یہ تمام باتیں وضاحت طلب ہیں۔ میں انشاء اللہ دوسری قسط میں ان الفاظ اور اس حوالہ کے اور چند متعلقات پر روشنی ڈالوں گا۔

کشمیر آنے کا زمانہ

لیکن بہر صورت اس حوالہ سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام واقعہ صلیب کے بعد کشمیر آئے۔ اور جماعت احمدیہ کا یہی عقیدہ ہے۔ رہ گئی یہ بات کہ وہ واقعہ صلیب سے پہلے کشمیر آئے یا نہیں؟ اس سے ہمارے مدعا کا کوئی تعلق نہیں۔ ممکن ہے کہ آئے ہوں۔ بنی اسرائیل کی غالب اکثریت تو اسی علاقہ میں تھی۔ ہو سکتا ہے کہ فلسطینی اسرائیلیوں سے ان کے کچھ تعلقات ہوں۔ اور وہ اس ناطے ادھر آئے ہوں۔ اور اپنی نامعلوم زندگی کا کچھ حصہ ان اہم قوم قبائل میں گزارا۔

ٹیکسلا یونیورسٹی

لیکن یہ دیکھ کر بعض ہندو عالموں کا یہ دعوے کرنا کہ انہوں نے "ٹیکسلا یونیورسٹی" میں تعلیم پائی، بالکل بے بنیاد ہے۔ اس یونیورسٹی کا تو جناب مسیح کی آمد سے پہلے کوئی وجود ہی نہیں تھا۔ یہ یونیورسٹی تو اس وقت عالم وجود میں آئی جب آپ واقعہ صلیب کے بعد ہجرت کر کے کشمیر آ گئے۔

دو ہزار سال پرانے ہندوستان کی تاریخ اتنی واضح نہیں کہ کسی سنہ اور تاریخ کی آسانی سے تعیین کر دی جائے۔ مہاتما گوتم بدھ کی بعثت کا پہلا دور پہلی صدی عیسوی کے آغاز ہوتے ہی ختم ہو گیا۔ اس دور میں مشرقی ہندوستان کے طاقتور راجاؤں نے اپنے سیاسی اثر و رسوخ کے ذریعہ بودھ دھرم کو بہت سے ممالک میں پھیلا دیا۔

بودھ ازم کا دوسرا دور

لیکن دوسرا دور جو پہلی صدی عیسوی کی پہلی ہی دہائی میں شروع ہو جاتا ہے۔ یہ بودھ دھرم کی نشاۃ ثانیہ کا دور تھا۔ اس دور میں بودھ دھرم کا عروج ہندوستان کے مغربی علاقے سے ہوا۔ اور اس کے لئے خدا نے "ترکمانی" قبائل کے "ساکا" اور "کشان" خاندان کا انتخاب کیا۔ اسی دور میں جناب مسیح ہجرت کر کے فلسطین سے کشمیر آئے۔ اور اپنی نبوت کا اعلان کیا۔ آپ کی تعلیمات سے بودھ دھرم کچھ اس طرح متاثر ہوا کہ آگے چل کر بودھ دھرم اور جناب مسیح کی تعلیمات میں امتیاز کرنا دشوار ہو گیا۔ اسی دور میں گوتم بدھ اور جناب مسیح کی تعلیمات کی اشاعت کے لئے ٹیکسلا جیسی یونیورسٹیاں قائم کی گئیں۔ فافہم و تدبر۔

ولادتیں

۱۔ قادیان۔ مقامی طور پر قادیان میں مکرم یونس احمد صاحب اسلم درویش کے ہاں مورخہ ۲۸/۷/۶۴ کو توام بچے (ایک بچہ اور ایک بچی) پیدا ہوئے۔ اور مورخہ ۹/۸/۶۴ کو مکرم ملک محمد بشیر صاحب درویش قادیان کو اللہ تعالیٰ نے لڑکا عطا فرمایا۔

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نومولودوں کو لمبی عمر عطا فرمائے۔ سب کو خادم دین بنائے اور والدین کے لئے قرۃ العین کا موجب ہوں۔ (ایڈیٹر)

۲۔ مکرم جناب سید لئیق احمد صاحب ایم۔ اے۔ ابن خان بہادر الحاج سید محی الدین احمد صاحب ایڈووکیٹ کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے ۱۲ر جون ۱۹۶۴ء کو دوسرا فرزند عطا فرمایا۔ اس خوشی میں مکرم سید صاحب موصوف نے دس روپے شکرانہ فنڈ ادا فرمایا ہے۔ احباب کرام نومولود کیلئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ عزیز موصوف کو صحت والی بابرکت زندگی بخشے جو اسلام اور [illegible]

نہ ختم ہونے والا انتظار!!

(از مکرم مولوی محمد عمر صاحب فاضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مقیم حیدرآباد)

حیدرآباد سے شائع ہونے والے ایک کثیر الاشاعت مسلم روزنامہ "سیاست" کی مورخہ ۱۳ اگست ۱۹۶۴ء کی اشاعت میں مولانا سید ابوالحسن علی صاحب ندوی کی ایک تصنیف "مسلم ممالک میں اسلامیت اور مغربیت کی کشمکش" پر جناب نذیر محمد خاں صاحب کا ایک تبصرہ شائع ہوا ہے۔

مولانا سید ابوالحسن صاحب ندوی جن کے متعلق کہا جاتا ہے کہ "موصوف ہندوستان کے ان اکابر علماء میں سے ہیں جن کا دائرہ فکر محض قرآن و حدیث کی روایتی تفسیر و تعبیر اور دین کے فروعی مسائل میں مباحثہ کرنے تک محدود نہیں اور ان عالموں میں سے ہیں جنہوں نے عصر حاضر کی سیاسی اور تمدنی تحریکات کا گہرا مطالعہ کیا ہے"۔ کی اس تصنیف میں جو عربی میں لکھی گئی تھی اور جس کا مولوی محمد الحسنی نے اردو میں ترجمہ کیا ہے۔ اسلامی ممالک میں مسلمانوں کی زبوں حالی قرآن اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی دوری اور اسلامی تعلیمات سے ان کی فراری اور مغربیت اور غیر اسلامی تہذیب و تمدن کی پیروی کا بہترین رنگ میں نقشہ کھینچا ہے۔ اور بتایا ہے کہ ان ممالک نے بے شمار جانی و مالی قربانیوں کے بعد مغربی استعماریت کا جوا اپنے شانوں سے اتار پھینکا تھا۔ لیکن حصول آزادی کے فوراً بعد مغربی افکار و نظریات اور تہذیب و اقتدار کا قلادہ اپنی گردنوں میں ڈال دیا ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ سیاسی حیثیت سے آزاد ہو جانے کے باوجود ان مسلم ممالک کے عوام ذہنی حیثیت سے بالکل تاراج ہو چکے ہیں۔ اور جو نسل اس وقت ان ممالک میں پروان چڑھ رہی ہے وہ نہ صرف اپنے مذہب سے کلیۃً بے خبر ہے۔ بلکہ اقتصادی سطح پر اس میں کمزوری کے تمام امکانات پیدا ہو چکے ہیں۔ وہ اپنے ملک کے تمدنی ورثہ پر بالکل اسی طرح فخر و مباہات کا اظہار کرنے لگی ہے۔ جیسے زمانہ جاہلیت میں عرب کیا کرتے تھے۔

مسلمانوں کی موجودہ مغرب زدہ حالت کوئی نئی بات نہیں بلکہ آج سے تیرہ سو سال قبل حضرت مخبر صادق رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس زمانہ کا تفصیلی نقشہ کھینچ کر بتلایا تھا کہ لتتبعن سنن من قبلکم شبرا بشبر و ذراعا بذراع حتی لو دخلوا حجر ضب لدخلتموہ. قیل یا رسول اللہ الیھود والنصاری قال فمن ؟ یعنی تم میں ایک زمانہ آنے والا ہے کہ تم ضرور یہود و نصاریٰ کی اس رنگ میں پیروی کرو گے کہ اگر وہ ایک گوہ کے بل میں داخل ہو جائیں گے تو تم بھی بغیر سوچے سمجھے ان کے نقش قدم پر چل کر اس میں داخل ہو جاؤ گے (بخاری و مسلم)

نیز فرمایا کہ لیاتین علی امتی کما اتی علی بنی اسرائیل حذو النعل بالنعل حتی ان کان منھم من اتی امہ علانیۃ لکان فی امتی من یصنع ذلک یعنی میری امت میں ایک زمانہ ضرور آئے گا کہ وہ بنی اسرائیل (یہود و نصاریٰ) کی بالفاظ دیگر مغربیت کی اس طرح اتباع کرے گی کہ اگر ان میں سے کوئی اپنی ماں کے ساتھ علی الاعلان بدفعلی کرے گا تو میری امت میں بھی اس کی پیروی کرنے والے پیدا ہو جائیں گے (مشکوۃ)

چنانچہ مولانا صاحب نے اپنی کتاب میں بالکل اسی طرح کا نقشہ کھینچا ہے جس کی پیش خبری حضرت خیر البشر صلے اللہ علیہ وسلم نے دی تھی۔

مذکورہ کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے جناب نذیر محمد خاں صاحب فرماتے ہیں کہ

"مجھے یہ کہتے ہوئے افسوس ہوتا ہے کہ انہوں نے اس سلسلہ میں کوئی مخصوص علاج تجویز نہیں کیا"

واقعہ بھی یہی ہے "اکابر علماء دین متین اسلام" وغیرہ مسلمانوں کی موجودہ پرضلالت اور مغرب زدہ حالات کا بہترین رنگ میں نقشہ تو کھینچ سکتے ہیں اور ان کے مرض کی تشخیص بھی کر لیتے ہیں۔ لیکن اس کا مؤثر اور شافی علاج تجویز کرنے میں بری طرح ناکام ہو جاتے ہیں اور اگر کوئی علاج تجویز کرتے بھی ہیں تو وہ ناقابل عمل ہی ہوتا ہے۔

لیکن اس کے برعکس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

ما کان اللہ لیذر المؤمنین علی ما انتم علیہ حتی یمیز الخبیث من الطیب (آل عمران ع ۱۸)

یعنی اللہ تعالیٰ مؤمنین کو اس حالت میں نہیں چھوڑے گا کہ کوئی ایسا انتظام نہ ہو جس سے خبیث اور طیب میں کوئی امتیاز نہ ہو۔ چنانچہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اس امتیاز بین الخبیث والطیب کی صورت یوں بیان فرماتے ہیں کہ

ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا.

یقیناً خدا تعالیٰ اس امت محمدیہ میں ہر صدی کے سر پر ایک ایسے شخص کو مبعوث فرماتا رہے گا جو دین کی تجدید کرنے والا ہوگا۔ یعنی جب کبھی امت محمدیہ میں ایسے حالات پیدا ہو جائیں گے جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ مجددین کے ذریعہ اسلام اور امت محمدیہ مسلمہ کی حفاظت فرماتا رہیگا چنانچہ یہ بشارت اسی کا ثبوت ہے کہ آنحضرت صلعم کے بعد ہر صدی کے سر پر اللہ تعالیٰ ایک ایک مجدد کو مبعوث فرماتا رہا جنہوں نے اسلام کی تبلیغ اور امت محمدیہ مسلمہ کی حفاظت کی ہے۔ موجودہ مسلمانوں کی دینی تجدید کیلئے ایک مجدد کی ضرورت ... مولانا ابوالحسن صاحب ... بھی قائل نظر آتے ہیں۔ چنانچہ مذکورہ کتاب کے تذکرہ نگار نذیر محمد خاں صاحب فرماتے ہیں:-

"اقبال کے الفاظ میں واقعی وہ شخص اس صدی کا مجدد ہوگا جو اسلامی فقہ کی تشکیل کرکے اس کو ازسرنو ترتیب کرے۔ خود مولانا ایسے ہی ایک مجدد کے منتظر ہیں۔ خدا کرے وہ جلد ظاہر ہو اور مسلمان قوموں کو مغربی تہذیب کی لعنتوں سے مولانا کی آرزو کے مطابق نجات دلائے"۔

مولانا صاحب اور تبصرہ نگار کو خوشخبری دیتا ہوں کہ وہ مجدد جس کے انتظار میں آپ حضرات ہیں آ چکا ہے۔ خدا تعالیٰ نے اپنی سنت قدیمہ کے مطابق اس زمانہ میں بھی جبکہ مسلمان یہود و نصاریٰ کے قدم بقدم چلنے لگے اور مغربیت کا جوا اپنی گردن پر ڈالنے لگے تھے ایک مجدد کو مبعوث فرمایا جس نے آکر دعویٰ کیا کہ میں ہی وہ مسیح موعود ہوں جس کا کام خدا تعالیٰ نے یحیی الدین ویقیم الشریعۃ یعنی دین کو ازسرنو زندہ کرنا اور شریعت کو دوبارہ قائم کرنا اور حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے کسر صلیب اور قتل خنزیر بتایا ہے . . .

آپ نے آکر ایک ایسی جماعت قائم کی جو کہ دنیا کے کناروں تک جا کر عیسائی دنیا میں اور مغربیت کے پرستاروں میں ایک روحانی سکہ جما رہی ہے۔ اور عیسائیت و دہریت کے مراکز میں اس جماعت کے مبلغین جا کر اسلام اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا نام روشن کر رہے ہیں یہاں تک کہ ... ایک دنیا یہ لکھنے پر مجبور ہو گئی ہے کہ دنیا سے احمدیت کبھی بھی ختم نہیں ہوگا۔

مولانا صاحب کو اس بات کا شدید احساس ہے کہ موجودہ مسلمانوں میں کوئی مضبوط تنظیم یا مرکزیت نہیں جو کہ قوم کی زندگی کی علامت ہوتی ہے۔ چنانچہ تبصرہ نگار فرماتے ہیں کہ

"مولانا کے نزدیک اس صورت حال کا سب سے افسوسناک پہلو یہ ہے کہ انڈونیشیا سے لے کر مراکش تک (جس میں ہندوستان بھی شامل ہے) تمام اسلامی ممالک اس فکری وحدت سے محروم ہو گئے ہیں جو مسلمانوں کو اسلام کے رشتۂ اخوت میں باندھ کر ایک مرکز پر جمع کر سکتی اور سارے عالم اسلام کو ایک رہنما قوت میں تبدیل کر سکتی تھی"۔

مولانا صاحب نے بالکل درست فرمایا کہ جب کہ مسلمانوں میں سے روحانی مرکزیت اور وحدت و اجتماعیت کی روح مفقود ہو گئی اور ان کا شیرازہ بکھر گیا اور مختلف فرقوں اور گروہوں میں بٹ گئے۔ اس وقت سے ہی وہ ہلاکت کے گڑھے میں گرنے لگے اور ان کے قدم بجائے ارتقاء کی طرف اٹھنے کے تنزل اور انحطاط کی طرف ہی جانے لگے ہیں۔

حضرت رسول عربی صلے اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے مستقبل کے متعلق ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ان بنی اسرائیل تفرقت علی ثنتین وسبعین ملۃ وتفترق امتی علی ثلاث وسبعین ملۃ کلھم فی النار الا ملۃ واحدۃ قالوا من ھی یا رسول اللہ قال ما انا علیہ واصحابی (رواہ الترمذی)

یعنی بنی اسرائیل اگر ۷۲ فرقوں میں منقسم ہو گئے تھے تو میری امت میں ایک ایسا دور بھی آنے والا ہے کہ وہ ۷۳ فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی۔ ان میں سے سوائے ایک فرقہ کے باقی سب جہنمی ہوں گے۔ صحابہ کے دریافت کرنے پر آپ نے فرمایا کہ وہ جماعت میرے اور میرے صحابہ کرام کے نقش قدم پر چلنے والی اور اسی لائحہ عمل کو اپنانے والی ہوگی۔ ایک اور روایت میں آیا ہے کہ واحدۃ فی الجنۃ وھی الجماعۃ۔ یعنی وہ جنتی فرقہ ایک جماعت کی شکل میں ہوگی یعنی اس کے اندر مضبوط تنظیم اور وحدت اور مرکزیت پائی جائے گی۔ ایک جماعتی تنظیم اور مرکزیت اسی صورت میں ہی قائم ہو سکتی ہے جس کے اندر ایک قابل اطاعت واجب الاطاعت رہنما موجود رہا ہو۔ جیسا کہ رسول کریم صلعم نے فرمایا کہ لیس الجماعۃ الا بامام یعنی ایک ایسے امام کے بغیر کوئی جماعت قائم نہیں ہوتی جس کے ادنیٰ سے ادنیٰ اشارہ پر بھی اس کے افراد اپنی جان تک دینے کے لئے تیار ہوں۔ اور جس کا تعلق ...

رابستہ خدا تعالیٰ سے ہو۔ خدا تعالیٰ نے بھی اسی طرف توجہ دلائی ہے کہ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا یعنی تم سب کے سب مل کر اور مجتمع ہو کر اس حبل اللہ کو (اس رسی کو جس کا تعلق خدا سے ہے) مضبوطی سے پکڑو اور آپس میں کوئی تفرقہ پیدا نہ کرو۔ اگر تمہارے اندر یہ روح پیدا ہو گئی تو فالّف بین قلوبکم خدا تعالیٰ تمہارے دلوں میں اُلفت و محبت پیدا کر دے گا اور فاصبحتم بنعمتہ اخواناً جس کے نتیجہ میں تم آپس میں برادری کے مضبوط رشتے سے منسلک ہو جاؤ گے۔

گویا مسلمانوں کے اندر تنظیم اور مرکزیت اسی صورت میں پیدا ہو سکتی ہے۔ جبکہ ان کے اندر ایک حبل اللہ یعنی قابلِ اطاعت روحانی رہنما موجود ہو جس کے گرد تمام جماعت کے افراد متحد و منظم اور منسلک ہوں۔ اور ان کے اندر یہ روح ہو۔ کیونکہ وَمَن فارق الجماعۃ شبرًا فقد خلع ربقۃ الاسلام من عنقہٖ (حدیث) یعنی اس جماعتی تنظیم سے کوئی ایک بالشت برابر بھی علیحدگی اختیار کرے تو اس کے معنے یہ سمجھے کہ گویا اس نے اپنی گردن سے اسلام کا جوا خود اُتار کر پھینک دیا ہے۔

آج ہم مسلمانوں کے تمام فرقوں میں ایک ایسے قابلِ اطاعت امام یا روحانی رہنما کو ڈھونڈتے ہیں تو کہیں نظر نہیں آرہا حتیٰ کہ ان فرقوں میں سے کوئی ایک بھی جس کے متبعین دنیا کی مختلف آبادیوں میں بستے ہوں یہ کہنے کی جرأت نہیں کر سکتا کہ فلاں ہمارا روحانی رہنما اور امام ہے جس کی ہر آواز پر مر مٹنے کے لئے ہم تیار ہیں۔

لیکن اس کے برعکس دنیا میں ایک ہی جماعت ایسی ہے جو کہ وہی الجماعۃ کہلانے کی مستحق ہے اور جس کا ایک قابلِ اطاعت امام اور ایک مرکز اور ایک مضبوط و مستحکم نظام عمل ہے اور وہ ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قائم کردہ جماعت احمدیہ

یہ جماعت جس کے افراد خواہ دنیا کے کسی کونے میں آباد ہوں اپنے موجودہ امام۔ خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ایک ادنیٰ سے اشارے پر اپنا سب کچھ نچھاور کرنے کے لئے تیار ہیں۔ چنانچہ جماعت احمدیہ کے موجودہ امام ایک جلسہ عام کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

"خدا تعالیٰ نے مجھے وہ تلواریں بخشی ہیں جو کفر کو ایک لحظہ میں کاٹ کر رکھ دیتی ہیں۔ خدا نے مجھے وہ دل بخشے ہیں جو میری آواز پر ہر قربانی کرنے کے لئے تیار ہیں۔ میں انہیں سمندر کی گہرائیوں میں چھلانگ لگانے کے لئے کہوں تو وہ سمندر میں چھلانگ لگانے کے لئے تیار ہیں۔ میں انہیں پہاڑوں کی چوٹیوں سے اپنے آپ کو گرانے کے لئے کہوں تو وہ پہاڑوں کی چوٹیوں سے اپنے آپ کو گرا دیں گے۔ میں انہیں جلتے ہوئے تنوروں میں کود جانے کا حکم دوں تو وہ جلتے ہوئے تنوروں میں کود کر دکھا دیں۔ اگر خود کشی حرام نہ ہوتی۔ اگر خود کشی اسلام میں ناجائز نہ ہوتی تو میں اس وقت تمہیں یہ نمونہ دکھا سکتا تھا کہ جماعت کے سو آدمیوں کو میں اپنے پیٹ میں خنجر مار کر ہلاک ہو جانے کا حکم دیتا اور وہ سو آدمی اسی وقت اپنے پیٹ میں خنجر مار کر مر جاتے۔" (الفضل ۱۸ اکتوبر ۱۹۵۵ء)

اپنے امام کے حکم پر مر مٹنے کی یہی روح اور جذبہ ہے جو کہ مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی جماعت میں پیدا کیا ہے۔ ورنہ دنیا میں کوئی بھی روحانی رہنما اپنے متبعین کے متعلق بھرے مجمع میں ایسا دعویٰ ہرگز نہیں کر سکتا۔

الغرض اسلام کی نشأۃ ثانیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی جماعت کے ذریعہ شروع ہو چکی ہے۔ اور مغربی اقوام اس تحریک یعنی احمدیت کی طرف متوجہ ہو رہی ہیں اور ہزاروں کی تعداد میں اس تحریک کے ذریعہ حلقہ بگوش اسلام ہو رہے ہیں۔ علاوہ ازیں اس تحریک کے ساتھ وابستہ لاکھوں افراد مغربی تہذیب و تمدن جو کہ غیر اسلامی بھی ہے کو خیر باد کہتے ہوئے اسلامی لبادہ اوڑھنے لگے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی فرماتے ہیں کہ:۔

آسماں پر دعوتِ حق کے لئے اک جوش ہے
ہو رہا ہے نیک طبعوں پر فرشتوں کا اتار
آرہا ہے اس طرف احرارِ یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگاہ زندہ وار
کہتے ہیں تثلیث کو اب اہلِ دانش الوداع
پھر ہوئے ہیں چشمۂ توحید پر از جاں نثار
باغ میں ملت کے ہے کوئی گلِ رعنا کھلا
آئی ہے بادِ صبا گلزار سے مستانہ وار
اسمعوا صوت السماء جاء المسیح جاء المسیح
نیز بشنو از زمیں آمد امامِ کامگار
آسماں بارد نشاں الوقت میگوید زمیں
ایں دو شاہد از پئے من نعرہ زن چوں بیقرار
اب اسی گلشن میں لوگو راحت و آرام ہے
وقت ہے جلد آؤ اے آوارگانِ دشتِ خار
کٹ ماں کے لعلہائے آتی ہے یہ ٹھنڈی ہوا
پھر خدا جانے کہ کب آویں یہ دن اور یہ بہار
(در ثمین اردو)

ناصرات الاحمدیہ قادیان کا پہلا سالانہ اجتماع

(بقیہ صفحہ ۷)

دوسرے نمبر پر گروپ نمبر ایک شامل تھی بچیوں نے تقریری مقابلوں میں حصہ لیا۔ اُن میں سے عزیزہ سلطانہ بتول بنت شیخ بشیر بھاپوری دوم اور خالدہ صدیقہ سوم رہیں۔

تقسیم انعامات مقابلہ جات کے سب پروگرام کے بخیر و خوبی مکمل ہو جانے کے بعد تقسیم انعامات کا مرحلہ تھا۔ محترمہ صدر صاحبہ نے ازراہِ شفقت و کرم مختلف مقابلہ جات میں اول دوم سوم آنے والی بچیوں کو اپنے دستِ مبارک سے انعامات تقسیم فرمائے۔ نیز محترمہ صدر صاحبہ نے ازراہِ نوازش بعض بچیوں کو ان کی حوصلہ افزائی کے طور پر سپیشل انعامات بھی عطا فرمائے۔

صدارتی تقریر اور ازریں نصائح تقسیم انعامات کے بعد محترمہ صدر صاحبہ نے ایک پُر لطف صدارتی تقریر فرمائی جس میں فرمایا:۔

موجودہ زمانہ میں اسلام کی ترقی کے دو ذرائع ہیں اول تبلیغ دوم آئندہ نسل کی تربیت اس لئے ہماری ان ننھی ننھی بچیوں کی تربیت اور تنظیم بے حد ضروری تھی تاکہ ایک تنظیم کے ماتحت یہ بچیاں تربیت حاصل کر کے اسلام واحمدیت کی ترقی کا موجب بنیں۔ اسی غرض کو مدِنظر رکھ کر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے جہاں مردوں عورتوں اور لڑکوں کی مجالس قائم کیں وہاں ننھی بچیوں کے لئے بھی ناصرات احمدیہ کا قیام فرمایا جس میں آٹھ سال سے پندرہ سال تک کی بچیاں شامل ہوں۔

مجھے بیحد خوشی ہوئی ہے کہ اس سال سیکرٹری اور نائب سیکرٹری ناصرات الاحمدیہ کی کوشش سے بچیوں کا سالانہ اجتماع بھی منعقد ہوا ہے اور اس میں انہوں نے بچیوں کے تقریری مقابلے اور تلاوت قرآن کریم و نظم کے مقابلے کرائے ہیں جس سے بچیوں کی ماؤں کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ ان کی بچیاں مقررہ اجلاس میں کیا کیا کچھ سیکھتی ہیں۔ اور ان کی تربیت کس طریق پر کی جاتی ہے۔

آپ نے ناصرات کی بچیوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ تم پر نہ صرف سکول اور ماں باپ کی ذمہ داری ہے بلکہ اسلام کی طرف سے بھی بڑی ذمہ داری تم پر عائد ہوتی ہے۔ اسلئے تم اعلیٰ اخلاق عملی نمونہ نیز ہمیشہ سچ بولو پنجوقتہ نماز ادا کرو۔ محنت کی عادت ڈالو خدمتِ خلق اور قربانی کی روح اپنے اندر پیدا کرو تاکہ دیکھنے والے خود بخود معلوم کر لے کہ یہ احمدی بچیاں ہیں۔

آپ نے فرمایا:۔

"ناصرات الاحمدیہ کی تنظیم میں شامل ہونے والی بچیو! آؤ آج ہم عزم کریں کہ ہم احمدیت کی خاطر اپنی جان، مال، وقت اور عزت کو قربان کرنے کے لئے ہر دم تیار رہیں گی۔ اور ہمیشہ حق و صداقت پر قائم رہیں گی ہمیشہ خلافت کے ساتھ وابستہ رہیں گی۔ ہمیشہ دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گی۔ اور خدا تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کریں گی۔ تا وہ دن جلد آئے جب ہم اس مقصد کو پا لیں جس کے لئے خدا تعالیٰ نے اس زمانہ میں جماعت احمدیہ کو کھڑا کیا ہے۔ یعنی اسلام اور احمدیت تمام دنیا پر غالب آ جائے۔ اور ہر طرف لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی صدائیں بلند ہو جائیں"

آخر میں محترمہ صدر صاحبہ نے ایک پُرسوز اجتماعی دعا کرائی اور یہ اجتماع بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

اعانت بدر و اظہار شکر

ماہ اپریل ۱۹۶۴ء کو مکرم خورشید عالم صاحب گجراتی مقیم بمبئی کی طرف سے ایک درخواست دعا اخبار بدر میں شائع ہوئی تھی کہ اُنکے مرحوم بھائی کے بعض واجبات ایک کمپنی کے ذمہ ہیں جسے وہ ادا نہیں کر رہی تھی خدا کرے کہ مرحوم کے ورثاء کو یہ واجبات کمپنی سے مل جائیں۔ اب موصوف نے اطلاع دی ہے کہ الحمد للہ احباب کی دعاؤں کے طفیل یہ واجبات مل گئے ہیں اس خوشی میں موصوف نے مبلغ دس روپیہ اخبار بدر کی اعانت کے طور پر عطا فرمائے ہیں۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ خورشید عالم صاحب گجراتی کو سب نیک مقاصد میں کامیابی بخشے اور اُنکے پسماندگان کا

اظہار افسوس اور تعزیت

منجانب ہربنس سنگھ صاحب ساکن دسوہہ ضلع ہوشیارپور

مکرم رائے برکات احمد صاحب راجیکی احمدیہ جماعت کے ایک ممتاز رکن تھے جن کے ساتھ میرے بگڑے دوستانہ تعلقات تھے۔ میرے نزدیک وہ ایک فرشتہ سیرت نوجوان تھے اپنے بلند اخلاق کے باعث ملنے والے کو اپنا گرویدہ بنا لیتے۔ بڑے دور اندیش اور بہت خوبیوں کے مالک انسان تھے۔ وہ ۱۲-۸-۶۴ کو ایسی حالت میں وفات پا گئے جب میں خود بیمار تھا اور جلسہ قادیان آ کر احمدی دوستوں سے اظہار افسوس نہ کر سکا۔ میرا دل چاہتا ہے کہ ہر احمدی کے پاس پہنچ کر تعزیت کروں۔ لیکن معذور اور کمزور ہوں باوجود شدید خواہش کے میرے لئے اب ممکن نہیں۔ اس لئے اخبار بدر کے ذریعہ اپنے دلی جذبات اپنے تمام احمدی بھائیوں تک پہنچاتے ہوئے اظہار ہمدردی کرتا ہوں۔ مرحوم کی یاد ہمیشہ دل کو تڑپاتی رہے گی۔

غمزدہ ہربنس سنگھ ساکن دسوہہ ضلع ہوشیارپور ۶-۹-۶۴

نظارت امورِ عامہ کا ایک نہایت ضروری اعلان

نظارت ہٰذا کی طرف سے نئے انتظام کے ماتحت جملہ سیکرٹریانِ امور عامہ یا صدر صاحبان جماعتہائے احمدیہ کی خدمت میں (۱) فارم کوائف رشتہ ناطہ (۲) فارم مردم شماری (۳) متعدد فارم رپورٹ کارگذاری سیکرٹریان امور عامہ مع ہدایات فرائض سیکرٹریانِ امور عامہ کے علاوہ اس تعلق میں ایک مفصّل چھٹی علیحدہ بھی بھجوائی جا رہی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ

(۱) جملہ سیکرٹریانِ امور عامہ (یا جہاں اس عہدہ کا انتخاب نہ ہوا ہو وہاں کے صدر صاحبان) اپنے حلقہ کے تمام ایسے قابلِ شادی اناث و ذکور (جن میں بیوہ اور مطلقہ مرد اور عورتیں شامل ہوں) کے کوائف مرتب کر کے بھجوائے جائیں۔ جن کی شادیاں مرکز سے تعاون لئے بغیر ممکن نہ ہوں جن کی شادیاں آپس میں یا اپنے ہی علاقہ میں آسانی سے طے ہو سکتی ہوں اُن کے کوائف بھجوانے کی ضرورت نہیں۔

(۲) تمام عورتوں، مردوں، بوڑھوں اور نومولود بچوں تک سب کی مردم شماری بمطابق ارسال کردہ فارم مردم شماری جلد از جلد مرتب کر کے بھجوائی جائے جہاں جماعت نہ ہو بلکہ ایک آدھ احمدی گھرانہ وہاں رہتا ہو۔ اُسے بھی قریبی جماعت کی مردم شماری میں ضرور شامل کر لیا جاوے۔ اور کوئی فرد حتی الوسع اس مردم شماری سے باہر رہنے نہ پائے گی کئی سالوں سے جماعتوں کی مردم شماری نہ ہو سکنے کی وجہ سے جماعت احمدیہ کی مجموعی تعداد کا علم نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اب مردم شماری کی جانی نہایت ضروری ہے۔

(۳) سیکرٹریانِ امورِ عامہ متعدد بار بذریعہ اخبار توجہ دلائے جانے کے باوجود ہر ماہ باقاعدگی کے ساتھ اپنی ماہانہ رپورٹ کارگذاری بھجوانے میں افسوسناک حد تک تساہل اور لاپرواہی سے کام لے رہے ہیں۔ اور اکثریت ایسے سیکرٹریان کی ہے۔ جن کی طرف سے سالہاسال سے کبھی کوئی رپورٹ موصول نہیں ہوئی۔ جس کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ مرکز ایسی تمام جماعتوں کے تنظیمی حالات و کوائف اور مقامی ماحول سے ناواقف رہتا ہے۔ اور جماعت کی ترقی میں اندرونی و بیرونی رکاوٹوں کے دُور کرنے سے قاصر رہتا ہے۔

لہٰذا ایسے تمام فرض ناشناس سیکرٹریان کو توجہ دلائی جاتی ہے کہ آئندہ اگر انکی طرف سے ہر ماہ باقاعدگی کے ساتھ رپورٹ کارگذاری موصول نہ ہوگی تو اُن کی طرف سے صرف تین ماہ کا انتظار کر کے معاملہ ناظر اعلیٰ کے نوٹس میں لایا جائے گا۔ کیونکہ مقامی جماعتوں اور مرکز کو بھی کام کے عہدہ داروں کی ضرورت ہے۔ صرف نام کے عہدہ داروں کا نہ انہیں نہ انکی جماعت کو اور نہ ہی مرکز کو بھی کوئی فائدہ پہنچ سکتا ہے۔

نوٹ:۔ ۱ جن جماعتوں میں ارسال کردہ فارم اور چھٹیاں نہ پہنچی ہوں وہ اطلاع دے کر ایک ماہ کے اندر اندر دوبارہ منگوالیں۔ نوٹ ۲ فارم کوائف رشتہ ناطہ اور مردم شماری کی اگر ایک سے زیادہ ضرورت محسوس ہو۔ تو سادے کاغذوں پر ان فارموں کے مطابق گوشوارے حسب ضرورت تیار کر لئے جاویں۔ فقط والسلام

ناظر امورِ عامہ صدر انجمن احمدیہ قادیان

تم جلد سے جلد وصیت کرو

جیسا کہ احباب کو معلوم ہے کہ ماہ اگست ۱۹۶۴ء میں تحریک وصایا میں اضافہ اور نئی وصایا کے لئے مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب فاضل اور مکرم مرزا منور احمد صاحب شمالی ہند کا دورہ کر چکے ہیں۔ اس دورہ میں کئی مخلصین نے وصیت کر دی ہے۔ اور بعض نے وصیت کرنے کا ارادہ کر لیا ہے اور فارم وصیت تکمیل کے لئے لے لیا ہے ان مخلصین کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ جلد از جلد وصیت فارم پُر کر ارسال فرمادیں جلد از جلد وصیت کرنے کے بارے میں سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بار بار توجہ دلا رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں حضور ایدہ اللہ کی تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۶۴ء سے چند سطور ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

فرمایا:۔

پس اے دوستو! دنیا کا نیا نظام دین کو مٹا کر بنایا جا رہا ہے تم

تحریکِ جدید اور وصیت

کے ذریعہ سے اس سے بہتر نظامِ دین کو قائم رکھتے ہوئے تیار کرو مگر جلدی کرو کہ دوڑ میں جو آگے نکل جائے

وہی جیتتا ہے۔

تم جلد سے جلد وصیت کرو

تا کہ جلد سے جلد نظام نو کی تعمیر ہو وہ مبارک دن آجائے جبکہ چاروں طرف اسلام اور احمدیت کا جھنڈا لہرانے لگے اس کے ساتھ ہی میں ان سب دوستوں کو مبارکباد دیتا ہوں جنہیں وصیتیں کرنے کی توفیق حاصل ہوئی ہے اور میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو بھی جو ابھی تک اس نظام میں شامل نہیں ہوئے توفیق دے کہ وہ بھی اس میں حصہ لے کر دینی و دنیوی برکات سے مالامال ہو سکیں۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

(شکرانہ فنڈ)

محترمہ والدہ صاحبہ نجمی مبارک صاحبہ کلکتہ نے اپنی بچی بسا احمد ربہ کے نکاح کی خوشی میں مبلغ ۵/ روپے شکرانہ فنڈ میں ادا فرمائے ہیں جزاہا اللہ تعالیٰ واحسن الجزاء۔ احباب بخوبی جانتے ہیں کہ یہ فنڈ خیر و برکت کا موجب ہے حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ہے کہ شادی بیاہ وغیرہ کے موقع پر بہت سی ناجائز رسوم پر روپیہ خرچ کر کے روپیہ کو تباہ و برباد کرنے کی بجائے شکرانہ فنڈ کی مد میں حسبِ توفیق چندہ ادا کریں۔ اس ذریعہ سے بہت بڑی خدمت اور اشاعت اسلام کی قابل قدر امداد ہو سکتی ہے۔ یہ فنڈ کئی ایک تقریبات پر ادا کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً بچہ کی پیدائش پر امتحان میں کامیابی پر۔ ملازمت یا کوئی روزگار ملنے پر انعام یا ترقی ملنے پر اور تجارت میں غیر معمولی نفع حاصل ہونے پر وغیرہ وغیرہ

امید ہے کہ احباب جماعت حسب موقعہ شکرانہ فنڈ کی ادائیگی کر کے خدا تعالیٰ کی رضا جوئی کے موجب بنیں گے۔

ناظر بیت المال قادیان

خبریں

نئی دہلی ۱۴ ستمبر۔ لوک سبھا میں شاستری وزارت کے خلاف تحریک عدم اعتماد پر آج مزید بحث ہوئی۔ اور اپوزیشن ممبروں نے الزام لگایا کہ شاستری وزارت سورگیہ شری نہرو کے طے کردہ اصولوں اور پالیسیوں سے انحراف کر رہی ہے۔ کمیونسٹ ممبر شری ہیرن مکرجی نے الزام لگایا کہ شری شاستری تذبذب کی پالیسی پر چل رہے ہیں۔ اور شری نہرو نے چوتھے پانچ سالہ پلان کے نشانے جو منظور کئے تھے انہیں کم کئے جانے کا خطرہ ہے۔ آپ نے کہا کہ گرانی کا خاتمہ راشن اور کنٹرول سے ہی ہو سکتا ہے۔ کانگرس ممبر مسٹر ہیرالارث نے شری مکرجی کی تائید کرتے ہوئے کہا کہ حکومت سوشلزم سے رو گردانی کر رہی ہے۔

نئی دہلی ۱۴ ستمبر۔ مرکزی نائب وزیر خوراک شری سبرامانیم نے آج راجیہ سبھا میں سوالات کے وقفہ کے دوران میں اعتراف کیا کہ گندم کی نقل و حرکت کے منطقوں کی وجہ سے مختلف صوبوں میں گندم کے نرخوں میں فرق پڑا ہے۔ اور اسی وجہ سے سمگلنگ کی حوصلہ افزائی ہوئی چنانچہ اب حکومت غور کر رہی ہے کہ یہ زون جاری رکھے جائیں یا نہ لیکن اس قسم کا فیصلہ گندم کی اگلی فصل پر ہی ہوگا۔ چنانچہ گندم کی اگلی فصل کی کٹائی سے تھوڑا عرصہ پہلے گندم کے نرخ مقرر کر دیئے جائیں گے۔

نئی دہلی ۱۴ ستمبر۔ نائب وزیر خارجہ شری دنیش سنگھ نے آج لوک سبھا میں اس بات کی تصدیق کر دی کہ ۱۹۵۹ء میں چین نے بھوٹان تبت سرحد پر بھوٹان کے ۸ دیہات پر قبضہ کر لیا تھا۔ اگست ۱۹۵۹ء میں بھارت نے بھوٹان کی طرف سے چین کو ایک مراسلہ لکھا تھا۔ اور ۱۹۶۰ء میں چین کے ساتھ اپنی بات چیت میں بھی یہ معاملہ اٹھایا تھا۔ تب اپریل ۱۹۶۱ء میں چین کو ایک مراسلہ لکھا گیا

کراچی ۱۴ ستمبر۔ پاکستان کے وزیر خارجہ مسٹر بھٹو نے میرپور خاص کے پبلک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے بھارت کے خلاف زہر اگلا اور کہا کہ بھارت میں سامان جنگ کی بڑی مقداریں جمع ہونے سے پاکستان میں بڑی تشویش پائی جاتی ہے۔ اور اس سے پاکستان کی سلامتی کو خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ انہوں نے چین کی وکالت کرتے ہوئے کہا کہ چین کی طرف سے بھارت کے خلاف جارحانہ حملے کئے جانے کا کوئی خدشہ نہیں ہے چین نے جنگ بندی کا ایک طرفہ اعلان کر کے اپنی فوجیں اگلے ٹھکانوں سے ہٹا لی تھیں لیکن بھارت اب بھی روس اور امریکہ سے بڑے پیمانہ پر فوجی سامان حاصل کئے جا رہا ہے۔ بھارت کا فوجی بجٹ ایک ارب ۸۰ کروڑ روپیہ سے بڑھ کر ۹ ارب روپیہ کا ہو چکا ہے اور اس نے فوجی طاقت کے ذریعہ کشمیر پر قبضہ کر رکھا ہے۔ لیکن ہم کشمیر کو حق خود ارادیت دلانے کا تہیہ کر چکے ہیں اور اپنی جدوجہد تب تک جاری رکھیں گے۔ جب تک کہ کشمیری عوام کو اپنا حق نہیں مل جاتا واضح رہے کہ کل صدر ایوب نے اسی انداز میں بھارت کو دھمکیاں دی تھیں اور الزام تراشیاں کی تھیں۔

جموں ۱۴ ستمبر۔ چھمب نوشہرہ مینڈھر اور پونچھ کے علاقوں میں پاکستانی فوجوں کی طرف سے جنگ بندی لائن کی خلاف ورزی کی سات مزید وارداتوں کے متعلق اقوام متحدہ کے مشاہدین کو شکایات بھیجی گئی ہیں۔ یہ تمام وارداتیں سنیچر کے روز ہوتی ہیں۔ پاکستانی فوجیں چھمب کے مشرق اور پونچھ کے شمال مغرب میں جنگ بندی معاہدہ کے خلاف ورزی کرتے ہوئے مورچے اور خندقیں تعمیر کر رہی ہیں۔ گذشتہ سنیچر کو اقوام متحدہ کے مشاہدوں کو پونچھ کے سیکٹر میں سلوتری کے مقام پر دکھایا گیا کہ پاکستان نئی خندقیں بنا رہا ہے۔ مینڈھر کے علاقہ میں پاکستانی رضاکاروں نے ۱۱ ستمبر جنگ بندی لائن پار کر کے بھارت کے گشتی دستہ پر فائرنگ کی۔

سیگاؤن ۱۴ ستمبر۔ جنوبی ویت نام کے وزیر اعظم جنرل کانہہ کو تخت سے اتار کر حکومت کی باگ ڈور خود سنبھالنے کی غرض سے فوج نے کل جو کارروائی کی تھی۔ وہ کامیاب ہوتی نظر نہیں آتی۔ کیونکہ ہوائی فوج کے چیف کمانڈر نے باغیوں کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا ہے۔ جنرل کانہہ کی حمایت کا اعلان کیا ہے۔ ایئر فورس کے کمانڈر ایر کموڈور نگاؤ کاؤ کی نے اعلان کیا ہے کہ ان کی ہوائی فوج جنرل کانہہ کی پوری طرح وفادار ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ جنرل کانہہ کل رات ایئر فورس ہیڈکوارٹر میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ صلاح مشورہ کرنے کے بعد غالباً راجدھانی کی طرف روانہ ہو گئے ہیں۔

کوئٹہ ۱۴ ستمبر۔ پاکستان کے صدر ایوب نے قلات میں بنیادی جمہوریتوں کی کنونشن میں تقریر کرتے ہوئے یہ امید ظاہر کی کہ بھارت کے نئے لیڈروں کے ساتھ مسئلہ کشمیر کے تصفیہ کے لئے راستہ تلاش کیا جا سکے گا۔ صدر ایوب نے اس کے ساتھ ہی یہ دھمکی بھی دی کہ پاکستان کشمیریوں کی آزادی کی قیمت پر کسی کے ساتھ سودے بازی نہیں کرے گا۔ اس کا بہترین حل یہ ہے کہ چالیس لاکھ کشمیریوں کو حق خود ارادیت دیا جائے۔

نیویارک ۱۴ ستمبر۔ امریکہ کے وائس پریذیڈنٹ کے عہدہ کے لئے نامزد ڈیمو کریٹک امیدوار سینیٹر ہیوبرٹ ہمفرے نے کہا ہے کہ بھارت کو امریکہ کی طرف سے فوجی امداد میں اضافہ کیا جانا چاہئے تاکہ بھارت مضبوط ہو کر ایشیا کا لیڈر بن سکے آپ نے اس خیال کا اظہار نیویارک ٹائمز کے نامہ نگار کے ایک انٹرویو میں کیا ہے اور کہا ہے۔ ایشیا میں اگر کوئی طاقت چین کا مقابلہ کر سکتی ہے۔ تو وہ بھارت ہے۔ چین کی آبادی ۷۰ کروڑ سے اوپر ہے۔ امریکہ کا یہ فرض ہے کہ ہم بھارت کو مضبوط بنائیں اور پنڈت نہرو کی موت۔ خوراک کی قلت کی وجہ سے بھارت کو کسی قسم کی گڑبڑی کا شکار نہ ہونے دیں۔ ایک سوال کے جواب میں آپ نے کہا کہ مجھے جنوب مشرقی ایشیا میں کمیونسٹ چین کی جارحیت کے خلاف کوئی موثر ڈیفنس دکھائی نہیں دیتی۔ اس وقت تک جو انتظامات کئے گئے ہیں۔ اگر ان میں بھارت اور پاکستان دونوں شامل نہ ہوں تو یہ ڈیفنس بے معنی ہو جاتی ہے

چنڈی گڑھ ۱۴ ستمبر۔ بھارت سرکار نے صوبائی سرکاروں کو ہدایت کی ہے۔ کہ وہ کم آمدنی ہاؤسنگ سکیم اور اوسط آمدنی ہاؤسنگ سکیم کے بارے میں یہ دیکھنے کے لئے پہلا سروے کریں۔ اس سے لوگوں کو کتنا فائدہ ہوا ہے۔ صوبائی سرکاروں سے کہا گیا ہے کہ وہ ۱۰ اکتوبر تک رپورٹ دیں کہ ۳۱ اگست تک ان سکیموں کے تحت (۱) کتنے مکان تیار ہوئے (۲) کتنے زیر تعمیر ہیں (۳) کتنے مکانوں کے لئے قرضے منظور ہو چکے ہیں وغیرہ۔

چنڈی گڑھ ۱۴ ستمبر۔ حکومت پنجاب کو مختلف اضلاع سے آمدہ رپورٹوں سے معلوم ہوا ہے کہ ہاؤسنگ سکیموں کے تحت دیئے گئے قرضوں کی وصولی تسلی بخش نہیں ہے۔ حکومت نے ایسے قرضوں کی وصولی کے سلسلہ میں ہدایت کی ہے کہ متعلقہ تحصیلداروں کو محکمہ مال کے پورے اختیارات دیئے جائیں تاکہ بقایا رقوم جلد وصول ہو سکیں۔ اس وقت صورت یہ ہے کہ قرضوں کی تقسیم اور وصولی کے حسابات بھی مناسب ڈھنگ سے نہیں رکھے جاتے۔ چنانچہ حکومت نے ضلعی حکام کو ہدایت کی ہے کہ بقایا قرضے جلد وصول کئے جائیں۔

(بقیہ صفحہ اول)

بھی کہ بہت خوشی ہوئی کہ باوجود پاکستان کی سرحد پر ہونے کے اور تقسیم ملک کی مشکلات کا مقابلہ کرنے کے پنجاب کا صوبہ ترقی کر رہا ہے۔ اور وہ دوسرے بہت سے صوبوں کے مقابل پر بہتر حالت میں ہے۔ آپ نے ٹاؤن کمیٹی قادیان کی بہبودی کی منصوبوں کی بھی تعریف کی۔ اور فرمایا کہ دوسرے علاقوں کو بھی اپنی اقتصادی ترقی کے لئے اس جگہ کی مثال کو اپنانا چاہیئے۔ آپ نے یقین دلایا کہ جس طرح کانگرس کی حکومت یہ چاہتی ہے کہ ملک میں زیادہ سے زیادہ دولت پیدا ہو۔ اسی طرح ہماری یہ بھی کوشش اور خواہش ہے کہ دولت کی منصفانہ تقسیم سے ملک کے عوام میں خوشحالی پیدا ہو۔ مگر یہ تب ہی ممکن ہے جبکہ کانگریس اور حکومت کو تمام پبلک کا پورا تعاون حاصل ہو۔

جماعت احمدیہ کے وفد کی طرف سے بھی شری کامراج صاحب کی آمد پر خوش آمدید اور جماعتی تعارف کی چٹھی اور ہندی و انگریزی لٹریچر کا تحفہ آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ پروگرام تھا جیسا کہ منتظمین جلسہ نے تعاون حضرت امیر صاحب مقامی جلسہ کی سٹیج پر تشریف لے گئے اور خوش آمدید کی چٹھی اور لٹریچر کا تحفہ شری کامراج جی کی خدمت میں پیش کیا گیا جسے آپ نے نہایت خوشی اور خندہ پیشانی سے قبول فرمایا۔ حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ سٹیج پر بیٹھے

مہمان کے ساتھ جماعتی تعارف کی باتیں کرتے رہے۔ اور شری کامراج صاحب نے ان کی نوٹ بک پر یادگار کے طور پر دستخط بھی کئے۔ صاحبزادہ وسیم احمد صاحب نے جماعت کی طرف سے شری کامراج صاحب کو قادیان تشریف لانے کے لئے دعوت دی۔ جس کے جواب میں آپ نے مسکرا کر فرمایا کہ چونکہ ان کے پروگرام میں قادیان شامل نہیں ہے۔ اس لئے اس دفعہ ان کا جانا ممکن نہیں۔ شری کامراج صاحب قریباً ساڑھے دس بجے جلسہ کے اختتام پر واپس امرتسر کے لئے روانہ ہو گئے۔ کیونکہ اسی روز اور بھی پنجاب کے کئی مقامات بھی آپ کے پروگرام میں شامل تھے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ شری کامراج صاحب صدر آل انڈیا کانگریس کا پنجاب میں دورہ کا پروگرام صوبہ کی بہتری اور بھلائی کا باعث بنائے۔ آمین۔

ناظر امور عامہ قادیان